[illegible] کا مجموعہ یعنی

ترانۂ بلبل

۵۸

حصہ اول

[illegible]

ترانۂ بلبل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہروا

تجھ بن لاگا بزار۔ بزار میرے پیارے۔ تجھ بن لاگا بزار

اس بازار میں کیا کیا بکت ہیں ۔ لیموں۔ نارنگی۔ انار ۔ انار مرے پیارے تجھ بن لاگا بزار
اس بازار میں کیا کیا بکت ہیں ۔ طبلہ۔ سارنگی۔ ستار ۔ ستار مرے پیارے تجھ بن لاگا بزار
چنبیل بھی مارے پاڑے بھی مارے ۔ خوب لگایا سنگار ۔ سنگار مرے پیارے تجھ بن لاگا بزار
بیلا بھی بویا چمیلی بھی بوئی ۔ اور بویا سنگھار ۔ سنگھار مرے پیارے تجھ بن لاگا بزار
صورت کو تری دیکھ کے ہردم ۔ آتا ہی جانی پیار ۔ پیار مرے پیارے تجھ بن لاگا بزار

کہروا

گنگی کا میلا دکھائے لاؤ بلما ۔ سرجو کے درشن کرائے لاؤ بلما
لہنگا نہ پہنا سب چھریا نہ اوڑھب ۔ چھوٹا سا سایہ سلائے لاؤ بلما

فہرست کتب دکان [illegible] مالک مہتمم مطبع [illegible] المطابع مراد آباد بازار [illegible] چوک

ایک پوسٹ کارڈ ذریعہ تمام کتابیں دستیاب ہو سکتی ہیں

معرکۂ روم جس میں سلطان [illegible] حالی
ترکی کی [illegible] کا ڈنکا [illegible] ہے ۸ر
تاریخ طلسم سجاولی [illegible] ایک قصہ جسکی
اصلیت سے کوئی آگاہ نہیں ہوا ہے آج سے
ہو گیا اس میں مفصل حال درج ہے ۸ر
ترانۂ بلبل (حصہ دوم) اس کتاب میں امیر داغ
جلال وغیرہ لایق شعرا کے کلام اور بھیاں
ٹھمریاں گانے کے قابل درج ہیں کہاں ہیں
علم موسیقی کے شایق اگر [illegible] کے طالب
ہیں [illegible] جلد بھیجیں ۳ر
ناشاد لکھنؤ کے مشہور مصنف جناب [illegible]
کی اعلیٰ تصنیف ناول کے پیرایہ میں شریف
خاندانوں کی تباہی دکھلاتی ہے یہ فسانہ
اس قابل ہے کہ ہر نوجوان شخص [illegible]
اخیر میں نتیجہ دیکھکر تو دو آنسو ٹپک پڑتے ہیں
عجیب حیرت خیز ہے قیمت ۸ر
ضیاء دانش اس کتاب میں حکماء سلف
کی سوانح عمریاں نہایت وضاحت اور
تحقیق سے درج ہیں قیمت ۱۲ر
سوانح عمری سلطان [illegible] مسلم [illegible]
واقعات کو افسانہ کے لباس میں [illegible] انداز میں
بیان کیا ہے۔ قیمت صرف عہ

جادو کی پہلی کتاب [illegible]
مثنوی جانستان [illegible]
مراد آباد [illegible] سچا
[illegible] مشہور عام قصہ قیمت ار
جادو کی دوسری کتاب [illegible]
پہلی جلد سے [illegible] اور [illegible]
[illegible] اس [illegible] کتاب [illegible]
[illegible] ہیں ملک چین میں [illegible]
[illegible] دار السلطنت چین
چینیوں کا لباس اور انکی طرز معاشرت
چینیوں کا ملکی انتظام چینیوں کی [illegible]
چینیوں کی شادی [illegible]
رسم و رواج [illegible]
دیوار چین کا مفصل بیان [illegible] مضمون بہت
دلکش اور [illegible] چین کی پیداوار کی کیفیت
چینیوں کا [illegible]
اور [illegible] سوانح عمری [illegible]
اور [illegible]
چین [illegible] مجلد قیمت صرف [illegible]
مکمل [illegible] تاریخ جنگ روم و یونان ۱۸۹۷ع
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] چھپائی گئی ہے [illegible]
[illegible] نگین [illegible]
[illegible] تصاویر [illegible]
[illegible] سلطان المعظم [illegible]
[illegible]
[illegible]
قیمت بہت قلیل عہ
تاریخ محمدی یہ ایک ایسی کتاب ہے
[illegible] مسلمانوں کی نظر سے گذرنا ضروری [illegible]
[illegible] رسول مقبول صلعم کی ابتدائی
ولادت [illegible] کی سوانح عمری
[illegible]
[illegible] سوانح عمری درج ہے
[illegible] قیمت
زندگی کا فوٹو با تصویر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

چوکا ماں اب ہم جیوں نہ جیوں
لندن ماں جائے کی صاحب آئی

ہوٹل ماں کھانا کھلائے لاؤ بلیا
چھوٹی سی بگھی کسائے لاؤ بلیا

رنڈیا کی پیاری پیاری بتیاں
بتیاں پڑوں موئے سنائے لاؤ بلیا

لاونی

میری بالی عمر نادان ہوا رنگ دونا ٭ پیتم میرا پردیس نگر ہے سونا ٭ کو ملا سا دل پر لگا یا جیسے
آتی ٭ میں کسکی بغل میں سوؤں سیج نہیں جاتی ٭ کھل رہی کلی سی پھر پیچھے کھلاؤں ٭ عاشق
نے دلکو دیا را ہے نت چھونا ٭ میری بالی عمر۔ ہے کل نہیں مجھکو صبح و شام سن ہنا ٭ میرا پیا
جوبن پیا نہ لاسے گونا ٭ پردہ میں رکھکر بھول گئی چینا ٭ کیا کروں پھولوں کا ہار بچھونے کا

میری بالی عمر نادان ہوا رنگ دونا

ٹھمری

ناؤ سے دودھ کے دانت عمر کیسے کٹے بالی ٭ نا ٹوٹے۔ انترا۔ ایک تو تھی میں بالی نا
دریئے پڑی بپتا بھاری ٭ تجے سوہے نکاسے نکا سوچتے گو دخالی ٭ اب کیسے بھ
کہا نے سکے بھوا رس بھر لائے ہرے۔ پیا ٹوٹا ڈالی ٹوٹا ڈالی ٹوٹی ڈالی کہاں گیا مالی

ٹھمری

سیاں نہ ستاؤ تورے پیاں پڑوں۔ سیاں نہ ستاؤ

انترا۔ ستا کر وحشت جاؤ سانوری
لاج کی ماری میں آپ مروں
سیاں نہ ستا

انترا۔ برج کی سکھی سب نرکھت ناڑیں
ساس ننند سے میں دھک ڈروں
سیاں نہ ستا

انترا۔ دیکھ نظیر سنت ہنسیں سوہن
بس نا چلت مورا کا رے کروں
سیاں نہ ستا

ٹھمری

دودھ سیجن میں نہ جاؤں گی
ڈگر چلت موسے کرت رار

انترا اکر جورت رہی پیّاں پرت رہی۔ ایکو نا مانی برجوری۔ کر موری پکڑی دینی ٹار۔ دو دھ پین
لپٹ جھپٹ مورے ماتھے سے سنگ توڑی سگری چوں نربوری۔ منہ پیا ہی میں اتو

لگی رہی ہار۔ دو بیچ میں نہ جاؤں گی

دادرا

چلے جاؤ یار میں نہیں بولتی۔ محرم سے پیا محرم ناہیں۔ بندا گجا کے میں نہیں کھولتی۔ چلو
اتنی کہیو جائے اختر پیارے۔ سکھیوں کے دفتر میں کھولتی۔ چلے جاؤ یار میں نہیں بولتی۔

بھجن

سن مورکھ من سمجھانا
ماتا پتا اور کٹم کبیلہ
کوئی نہ تیرے سنگ چلے گا
ماٹی اوڑھنا ماٹی بچھونا
کاہو کو اچھا پہنے اوڑھے
نین کھول اب سجیرا
ہر ہر کرنا بن بن پھرنا

نت ہر سے دھیان لگانا
دیکھ نہو دیوانہ
جب ہو گا جانا
ماٹی کا سرہانا۔ سن مورکھ
کبھی نہ من للچانا۔ سن مورکھ
دیکھ سب جگ ہے بیگانا۔ سن
کچھ نہ من میں لانا۔ سن

ٹھمری

کاہے نہ آئے بدیسی مورے۔ بدیسی مورے بدیسی مورے کاہے۔ کاری رین
گرج رہے بدرا۔ سوت گھر چھائے بدیسی مورے کاہے۔ کاہے کھول دکھ اپن
سکھی ری۔ مورا جیا گھبرائے بدیسی مورے۔ عالم پیا توری سیت مال میں لئے۔

بہت دکھ پائے بدیسی مورے

ٹھمری

پیا پیارے ہمارا مانو کہنا۔ نہیں ایک دن جیسے مورا جیا۔ پیا پیارے

دکھلا کے چھب پیاری پیاری — تیں نے مورا من چھین لیا۔ پیا پیارے
سانچی بتاؤ تو او مورے بالم — کونے کری میں نے تورے کہنا۔ پیا پیارے
غلط پیا اب صورت دکھاؤ — من ہی مورا اب تو ہیں لگا۔ پیا پیارے

کہروا

میرا دل تو دیوانہ تیرے لئے — میرا دل تو دیوانہ تیرے لئے
بال بال میں موتی پروتی — میرا بالا ساجنا تیرے لئے میرا
سونے کی تھلیا میں بھوجن پروسہ — میرا کھانا کھلانا تیرے لئے میرا
سونے کا گڑوا گنگا جل پانی — میرا پانی پلانا تیرے لئے میرا
چن چن کلیاں سیج بچھائیں — میرا سیجوں پہ سونا تیرے لئے میرا

ملار برساتی

ابتو خبر لے میری موسم برسات ہے

مہندی اور چنری کا رنگ پیا تیرے دم کی تنگ — میرے تو دل کی امنگ مولا تیری ہاتھ ہے
میرے تو جیے کی ڈوریا بھی تیری ہاتھ ہے — ابتو خبر لے میری موسم برسات ہے
کہو سے منوریا دیکھنے چاہے جیا — جگ میں تو برسات ہے اللہ میری سات ہے

ٹھمری

آؤ آؤ نگریا ہماری رے

اہل وفا کو بھول گئے تم کس خیال میں — کیا تم بھی پھنس گئے کسی گیسو کے جال میں

بیتی جائے عمریا ہماری رے

آج مجنوں کو جو صحرا میں کہیں دیکھا تھا — وحشت غربت میں وہ رو رو کے یہی کہتا تھا

کیوں نہ لینی خبریا ہماری رے

شمع نے آگ رکھی سر پہ قسم کھانے کو — بخدا میں نے جلایا نہیں پروانے کو

بالی بھولی عمریا ہماری رے ۱

اہل شب وصال میں جھنجلاکے وہ بولے | بیتی جاتی عمریا ہماری رے

آلو آ بونگریا ہماری رے

بتوں کی یاد میں کلمہ کلام بھول گئے | نماز یاد رہی اور سلام بھول گئے

دوجے سونی پڑی ہے سیجریا ہماری رے

ملوں تو کیسے ملوں دو جنوں کی کمیں میں ہوں | ابھی تو نام خدا چودھویں برس میں ہوں

دوجے چھوٹی سیجریا ہماری رے

آتی نہیں ہے نیند بار تا ہوں کروٹیں | جب سے دیکھی صورتیاں تمہاری رے

بیتی جائے عمریا ہماری رے

بھجن تلاونہ

کوٹھی اوپر چور نندی دہیری بولوری

کوٹھے اوپر کوٹھری جامیں کھڑی ستار | بچھوا گڈوی پا چھن رسے جھنک ہوا پار

نندی دہیدی بولوچی

کوٹھے اوپر میں کھڑی رہی میری انکھیاں اُٹھائی | دانہ پھینک بلائے لوں لو رچور تیرا جلائے

نندی دہیدی بولوچی

کوٹھے اوپر پیڑ لگا ہو وامیں لگی کھجور | چور چور ری کرنی پڑے میں لوٹ گئی کھجور

نندی دہیدی بولوچی

اونچا پیڑ کھجور کا والے چڑھو نہ اترا جائے | چڑھوں تو چاکی بہم رن اور گردن تو چکنا چور

نندیا دہیدی بولوچی

بال میرو سب مرگ چھالو بیچ ترا سہ شاہ پلنگ بیٹھو | سب مل کہتو من بیتا ہو بیچ نگر من چور

نندی دہیدی بولوچی

ٹھمری

سیّاں ہمارا پینگیا اوڑا وے
اونچی اٹاری چند ا کی کوٹھریاں
ٹھلتا سا شیشہ وا کی نیچی چھتیاں
آپ کاٹے اور اپنی کٹا وے

سیّاں ہمارا پینگیا اوڑا وے
پیچ میں چرخی تھما وے ۔ سیّاں
ناٹھا سوتا وے میرے دلکو جلاؤ ۔ سیّاں
ہمکو دکھا کر دل کو جلا وے ۔ سیّاں

سیّاں ہمارا پینگیا اوڑا وے

ٹھمری

جان کتنے کو بیچو گی بالا جوبن
نالش کرو گے کر نے نہ دونگی ؂
یاری کرو گی کرنے نہ دوں گا
لیکے جوبن مول کرو گے
حسن پہ ایسا باندھا
گوری اوتری تخت سے پہار کر
الٰہی تونے حسینوں کو کیوں کیا پیدا
یہ عجب زہرہ کا رنگ چمکا ؂
اوٹھتے اوٹھتے میرا حسن چمکا ۔
بالا جوبن سے متوالا جوبن

لیلے اشرفی دیکھا وے جوبن ۔ جان
تھانہ کچہری میں میرا حکم ۔ جان کتنے
غیروں کے ملنے سے کھا قسم ؛ جان کتنے
اکیس برس سا ٹھ سولہ کا جوبن ۔ جان کتنے
اوڑھ کے دوپٹہ جان چمکے جوبن ۔ جان کتنے
لیلے اشرفی دکھاؤ حسن ۔ بالا جوا رہو
کچھ انکی ذات سے دنیا کا انتظام نہیں ۔ جان کتنے
کہتی تھیں جس میں ایسا ری چھچھ ۔ جان
اوڑھ کیا لعل کی شال طبیب ۔ جان کتنے
جان کتنے کو بیچو گے بالا جوبن ؂

ادھا

کیسے کو نے بیدردی سے ہیں یاری
کری کو نے بیدردی سے ہیں یاری

کل رات تم نہیں آئے ؂ کری کو نے سوت سنگ مزہ داری ؂ ڈگر ڈگر میں جات رہی تھی
کو نے گو نا پر موہے گاری ؂ ایک تو جاگے ساس ننداپا ؂ دوجے جگیں میں سکھی ساری

کری کو نے بیدردی سے ؛ چولی سگری تم مسکائی موری بیاں بدیسی لیں مرور دار
علم پیا دینہ کا پی ہے اک تو ہے دوجے عمریا موری باری ؛ کری کو نے

دادرہ بھیرویں دہن کافی

پیا اب تک نہ آئے اسے ری سکھی
ڈگر تکت اون شیام سندر کی
کیسے من سمجھاؤں رے سجنی
چھا نہیں کون گھر چھپائے
علم پیا کے نیہہ ماں اٹو

موہے روت روت بھور بھئی۔ پیا اب
موری سگری عمریا بیت گئی۔ پیا اب تک
یہہ تو مانت ناہیں موری کہی۔ پیا اب تک
کو نے کٹھ جا ہیں نے ایسی کری۔ پیا اب تک
پھگت موری ہوتے گئی۔ پیا اب تک

دادرہ بھیرویں

گلے لگ جاؤ اب ناہیں رات رہی
لاکھ کہے پیا ایکو نہ مانے
اون بیدردی نے اپن کہو کیسو
بھور ہوت جب اوٹھ گئے بالم
علم پیا بن اسے ری سجنی

ساری رین تو جات رہی۔ گلے لگ جاؤ
وہ ہوئے گی جو بات رہی ساری رین
میں بہت انہیں سمجھات رہی۔ ساری رین
نیچت میں وہ معاملہ رہی۔ ساری رین
ترپت میں ساری رات رہی۔ ساری رین

بسنت

جائے کہو کو موسے بلم سوں
پرسوں کو پیا آون کہہ گئے
آئیں بسنت ماں پھر ساجن
پھیری واکے میں پہ تو پیا آؤں
رنگ چرن کے پھولے ہیں کلیاں
علم کی پیت تو رہے سگری

تم رسے ملن کا کب تک ترسوں ؛ جائے کہو
بیت گئی پیا تجھ کا پرسوں ؛ جائے کہو
واری جاؤں میں نیل پرسوں ؛ جائے کہو
لاوے شیام کو جو کہ گھر سوں ؛ جائے کہو
انسوئیں موہا پیہ نیں برسوں ؛ جائے کہو
جب تک میں جو نظر سوں ؛ جائے کہو

ٹھمری

گلی میں جنبوا بانگے جنبوا مانگے ۔ ٹوپی والا میرا یار گلی میں جنبوا مانگے
ایک تو لنگوا انکا پہرا تلنگوا انکا پہرا ۔ دوسرے کھڑا جمعدار گلی میں جنبوا مانگے
ایک تو میں پھولوں سے ہلکی میں پھولوں سی ہلکی ۔ دوسرے ہوں لچکدار ۔ گلی میں جنبوا مانگے
ایک تو میں بارہ برس کی ۔ میں بارہ برس کی ۔ دوجے میں سیّاں پروسیں ۔ گلی میں جنبوا مانگے

قوالی

اب کے تو بلما ہم کو پہنا دو آسمانی چوریاں رے

تم بن اور کہوں نا کسی سے سوچ لو بلما اپنے ہی جی سے
نئی عمر موری بالا جوبنوا اور یہ کاری چوریاں رے

لاکھ جتن کر ایک ہو نما نوں مورے پڑ گئی لالی چوریاں رے
تم رے ساتھ سن جوگ لگایو تم رے ہاتھ بن مول بکایو

مائی باپ نے ارے مورے داتا موری تم ہی سے مانی چوریاں رے
نتھ بیسر ٹیکہ سب گہنا یہ تو ہے قسمت سے لہنا

سدا سہاگ کی ارے مورے داتا موری رہیں نشانی چوریاں رے
کروں سلام بہن بیچ آنگن ساس کہے بہو ٹھنڈی سہاگن

خوش ہو میری مند ورینا دیکھ جیٹھانی چوریاں رے
تمسے چھاگ سہاگ ہے میرا تمسے مگن من ماگھ ہے میرا

تمپہ مان و گمان ہے میرا ارے موری تم ہی سے جانی چوریاں رے
دہنو ایک ڈھری کی چوری ہے تو ایک ایک لاکھ کو پوری

پیا منور ہو گل بیاں پہن سہانی چوریاں رے
اب کے تو بلما ہم کو پہنا دو آسمانی چوریاں رے

ادھا ۱

ترچھی نجریا دکھلائے جاؤ جنیاں | ترچھی نجریا دکھائے جاؤ جنیاں

انترا - ان نینن کے مارے مرت ہوں | دلپر کٹریا لگائے جاؤ جنیاں - ترچھی
انترا - تن میں مورے آگ لگی ہے | ایسی لگی کو بجھائے جاؤ جنیاں - ترچھی

ترچھی نجریا دکھائے جاؤ جنیاں

ٹھروا

دریا نال پہ جاتا نال نہیں ملتا
چھتیاں لگائے بیتے بتیاں
مکہ بھی ڈھونڈا مدینہ بھی ڈھونڈا
لوگ کہیں دیوانہ دیوانہ
متھرا بن ڈھونڈھی بندرابن ڈھونڈھی
جمنا کی اونچی نیچو اکیلی میں ڈولوں

کہیں اوسکا ٹھکانہ نہیں ملتا
میری آنکھوں کا تارا نہیں ملتا
کہیں ہمکو اکیلا نہیں ملتا
کہیں ہمکو دیوانہ نہیں ملتا
کہیں پاس بلانا نہیں ملتا
کہیں اوسکا پتہ بھی نہیں ملتا

ٹھمری

مالن تو نے پھولوں کی بنیہ ہٹائے دی ری ۔ مالن تو نے پھولوں کی بنیہ ہٹائے دی ری
اس بگیہ میں مورا من لاگے بیلا چنبیلی انار ۔ کھل گئیں کلیاں سب مل ساری رہ
چن چن گجرا پھولوں کا لائی ۔ ڈال گلے بیچ ہمارے ۔ پھر تو نے بنیہ ہٹائے دی رے
اس باغ میں پیاری کری محنت بنیہ ہٹائے دی ری ۔ شفیع کی لاج نہیں ہے اس سے بنیہ ہٹائے دی

دادرا

پاہی بالا کا پیارے جینا کٹھن ہے
جیسے سورج ... اوپر
جیسے ... اوپر

پاہی بالا کا پیاری جینا کٹھن ہے
کٹاری کی دھار پیاری مرنا کٹھن ہے
پٹ کے سنگ پیاری جرنا کٹھن ہے

پیتا بھی تم ہی ہے آپ تو اور دوسری کیساتھ
الفت نگاہ جور و جفا کس پہ پڑ جائے
پڑ جائے نہ کبھی تجھے اب اس اندیشہ کیساتھ
دیکھوں گا رنگ رنگ میں اہل وفا کیساتھ

ملار

اب کے بلما ہمکو پہنا دو آسمانی چوڑیاں رے

دیکھ موہے کاری گھٹا چڑھ را۔ ڈر لاسے سکھی ❊ برہن کی ماری دیّا۔ برج نہیں آئے آج کنہیا نکوسے چکوا دو دھیا۔ ان ماروں کو کوئی ❊ ہیا رے کرتار کے اور رین بسیرا ہو گئے لاج کی ماری دیّا۔ تڑکی بجلی پڑ گئیں بوندیاں۔ بھیجی میں ساری دیّا ❊ گھونگھٹ چھوٹ گیا چلی تیز آری۔ دیکھ موہے ڈرا گو دیّا۔ پھوٹ سیّاں جام کی نندیا کرت پہنا جو ہوئی۔ مالا جپ رہی ٹھاری مست دوسے تلے دیّا ❊ ایک سکھی رہی بیت کری دو کھ ہوئی۔

اب انار ہمارے بیت لگی اب دیا

راگ سوہن

لیلا لیلا پکاروں میں بن میں
جسکی فرقت میں میں ہوں دیوانہ
لیلا پیاری بسی ہو رہے من میں
اوسکا ملتا نہیں کچھ ٹھکانا

ہائے کس جا چھپی میری پیاری
لیلا پیاری کی کچھ بھی خبر ہے
میرے دل پر مصیبت ہے بھاری
جسکی فرقت میں درد جگر ہے

پاس اپنے بلا لے خدا را
لیلی پیاری سے یوں جا کے کہنا
ورنہ بہتر ہے مرنا ہمارا
تیرا عاشق پھرے ہے دیوانا

جبتک ہو گا نہ تیرا نظارا
شاید دم بھی نہ نکلے ہمارا

لیلی پیاری کو کس جا میں پاؤں
جنگل جنگل کے میں ڈھونڈ جاؤں

ٹھمری

ٹھمری

راجہ تورا پنپا ہیسے نہ جھرا جاوے ری
راجہ تورا پنپا ہیسے نہ جھرا جائے ری

گھیرا اوڑھے گا سر بھاری
اونچی اٹریاں چندن کوٹھیاں
نیچے بچھونا گھڑا نہیں دو بے

پتلی کمر بل کھائے جائے رے۔ راجہ
اوپر چڑھوں تو جیا گھبرائے ری۔ راجہ تورا
راجہ ہوری پتری کمر بل کھا ری۔ راجہ تورا

ٹھمری

تری زلفیں بلا ہیں رشک پری
بل کھائے رہیں جیسے ناگنیاں

دانت تیرے موتی سے آب ؛ کھلتے ہیں ہیرے کی کنیاں ؛ ہونٹ بھی جیسے یاقوت ہیں ؛ ہیں لعل فدا صدقے جنیاں ؛ بھویں کیسے نین آنکھیں بھوا ؛ پلکیں ہیں تیرے کی انیاں ؛ افسوس پیا اب صدقے اوپر ؛ تن من سے ہو ٹنیاں ؛ تری زلفیں بلا ہیں

دادرا

غیروں سے کرو نہ اشارا صنم ؛ نہیں بات یہ ہمکو گوارا صنم ؛ یہہ مانا کہ تم نہیں جاتی ہو غیروں کو تو پاس بلاتی ہو ؛ نہیں ظلم اوٹھانے کا یارا صنم ؛ غیروں سے کرو نہ اشارا صنم گر شوق سے تمکو محبت ہے ؛ پھر اور و نپہ کیوں یہہ عنایت ہے ؛ ان باتوں سے ہمکو بھی نفرت ہے دل ہٹ گیا ملنے ہمارا صنم ؛ غیروں سے کرو نہ اشارا صنم ؛ نہیں بات یہہ ہمکو گوارا صنم

غزل ملار

الفت نگاہ جور و ظلم ہے کھٹک کے ساتھ
پڑنے لگے گا پانی ابھی کس مزے کے ساتھ

پہنا و نگار رنگ لعل ہیں عشق بتاں کیساتھ
یا رخدا ہیں کس کی کروں دم لبوں کیساتھ

یہہ سخت ماجرا ہے کہ ایک بوسہ کی امید
میرا تو رنگ لعل ہو لب آشنا کیساتھ

نکلا نہ بنکے چاند وہ چندا چکور میں
یا دل کا وسوسہ ہے نگاہ کی ظلم کیساتھ

تارے بھی چھپتے اب لگے ارے دیکھ کر اوسی
پھنکا رہو جیا کبھی شیطان پیا کے ساتھ

لالہ لوارے چکلے میں عجب مزہ رے	لالہ تورے چکلے میں عجب مزہ رے
سونانے کی تھلیا میں بھوجن پروسہ	لالہ تورے کھانے میں بڑا مزہ رے
پانچ پان پنچ بیڑہ بنایو	لالہ توری لالی نے مزہ دیا رے
چن چن کلیاں سیج بچھائیں	سیاں تورے سونے نے مزہ دیا رے
سونا لینے پی گئے سونا کر گئے دیس	سونا لانا پی ملے روپا ہو گئے کیس

لالہ تورے چکلے نے مزہ دیا رے

ٹھمری

جان میری زمانہ بُرا ہے	جان میری زمانہ بُرا ہے
سگری بیٹھ مینے کچھ نہیں کہنا	سیس گندھاؤ زمانہ بُرا ہے
سونے کا گڑوا گنگا جل پانی	پینا بُرا ہے پلانا بُرا ہے
سونے کی تھلیا میں بھوجن پروسہ	کھانا بُرا ہے کھلانا بُرا ہے
چن چن کلیاں سیجوں بچھائیں	سونا بُرا ہے سُلانا بُرا ہے
سب کچھ لیلوں دوں نہ ایک بھی	لینا بُرا ہے لوانا بُرا ہے

جان میری زمانہ بُرا ہے

ترانہ قوالی

اپنی سیاں کی جوگن بھئی رے	اپنے سیاں کی جوگن بھئی رے
جوگن بھئی بیراگن بھئی رے	اپنے سنوریا کی جوگن بھئی رے
کان بیچ مندری گلے بیچ سیلی	گھر گھر میں تو جگانی بھئی رے
جھولی ڈار میں در در پھرتی	اپنے پیارے کے جوگن بھئی رے
بیچا وید سے لینا نا نہیں	میں تو صورت پہ متوالی بھئی رے

اپنے صابر کی جوگن بھئی رے

راگ کھماج ترانہ

اس تن کی طپش کو بجھائے جائیو بالم	اس تن کی طپش کی بجھائے جائیو بالم
نینن میں واکی آگ لگت ہے	تھوڑا سا پانی پلائے جائیو بالم۔ اس تن
وحشت اوٹھے گی موئے کو پیاسے	تھوڑی چھتیاں لگائے جائیو بالم۔ اس تن
ایک تو سیاں میں بالی ہیں بھولی	دوجے واکی آگ بجھائے جائیو بالم۔ اس تن
چھوٹا قد واکی گوری چھتیاں	ذرا کلیجے کو لگائے جائیو بالم۔ اس تن
اس مکھڑے پہ لالی رچو ہے	اس مکھ کی طپش کو بجھا جائیو بالم۔ اس تن
جن جن کلیاں سیجوں بچھائیں	ذرا سیجوں پہ سکھ سلائے جائیو بالم۔ اس تن
سنی سیاں بات دھرم کی۔ اس نگری رین بیتی ڈھونڈھا	ملاکو ہی بجھائے جائیو بالم۔ اس تن
اس ری محل میں کاگا بولے	زوریں ہیں واجد علی شاہ پیا۔ اس تن
موکو سینے سے ابتو لگائے جائیو بالم	اس تن کی طپش کو بجھائے جائیو بالم۔ اس

کہروا

نینا کسمبی رنگ ہوگئے۔ کسمبی رنگ ہوگئے	نینا کسمبی رنگ ہوگئے۔ کسمبی رنگ ہوگئے
ایک تو میں بالی ہیں بالی۔ میں بھولی	دوجے ہوئی ہے نام نینا کسمبی رنگ ہوگئے
گئی تھی میں پھلوا بینن پھلوا بینن کو	دوجے سیاں آئے اندر کسمبی رنگ ہوگئے
ایک تو میں پانوں ہوپتلی میں پانوں سے پتلی	سولہ لگیں ہیں پیا ایک کسمبی رنگ ہوگئے
ایک تو تلنگوا تلنگوا کا پہرا ہے	دوجے ٹھار رہے بیدار نینا کسمبی رنگ ہوگئے

دادرا کہروا

گنگا کی ریتی میں بنگلہ چھوا مورے بالم۔ آوے لہر جمنا کی ۔ بنگلہ چھوایا مورے من بھایا
ایک چھوٹی سے کھڑکی لگا مورے بالم۔ آوے لہر جمنا کی ۔ بنگلہ چھوایا مورے من بھایا
ایک چھوٹی سی بگجا لگا مورے بالم۔ آوے لہر جمنا کی ۔ گنگا کی ریتی میں بنگلہ چھوا مورے بالم

ٹپہ بھیرویں

بنسی والا سانورِیا نینوں میں سمایا
نینوں میں سمایا موری نینوں میں سمایا

جادو بھرے دو چتون ماں کے واری
مکھ چندر دیکھ شرمایا نینوں میں سمایا

بال گھونگھر والے چھب واکی پیاری
نینوں نے بلما نینوں میں سمایا بنسی والا

تا جانوں موہے کون کھٹا ہے
علم پیا نے بھلایا۔ نینوں میں سمایا

ٹھمری دیس

پیا سے کوئی جھکا ملا دے سکھی رے
مورا سندیس لیکے جائے سجال شانو بناسے

جب ہی اون کی سدھ موہے اوے
برہا ستاوے پران مورا جاوے پیاسے

ترس ہیں درشن کو انکھیاں
اوٹھی کرجوا میں پیر پیا میں نیر۔ پیاسے

علم پیا گھر نہ مورے آئے ری
کیا من مان سمائی موری سدھ بسرائی۔ پیاسے

ٹھمری لہماج

اوبرج لبیا یاری کے رسیا روکو نہ موری ڈگر یارام

انترا۔ مائی باپ کے بڑے رے دولاری ہاتھی ہوں نہ چھوڑ سیارام
جب سے پڑے ہیں برہا کی پالی دوئی پراوے گر یا رام

انترا۔ تیلا لگائے چھولیلا لگائے۔ ناپر سالی کے ٹوپیارام
کارے کاری زلفن پہ مورا جیا لرجے تک تک مارے نجریارام

انترا۔ سلان کے بہشتی بھرت ہیں ہمکو رکھاتے دیو کھریارام
پاتر موری کرسیاں رے بالم کھینچے نہ آوے گر یارام

ٹپکہ پنجاب کا

محبوب جانی یاراں۔ محبوب جانی یاراں
لوبھول جانی لے لو۔ لوبھول جانی لے لو

مالن ہوں چپل چھبیلی۔ مالن ہوں چپل چھبیلی
چمپا ہے دیکھو اکیلی چمپا ہوں نامی یاراں

بارہ ماسہ

پیا بن اوٹھے برہ کے پیر ۔ رہی میں ترس نہ آئے تیر

ماہ اساڑھ

لگا جب سے اساڑھ آئی ۔ گھٹا چھائی کالی کالی ۔ پیا پردیس بالی
محل میں پڑی سیج خالی ۔ دوہا ۔ اُمنڈ گھمنڈ گرجن لگے گہن گہنٹہ
چھوں اور ۔ دادل ہیں پکور کو کلا مور مچاویں شور جھک جھک جھڑ لگا برستی نیر ۔ رہی میں ترس نہ آئے تیر

ماہ ساون

شروع جب سے بھئی ساون ۔ لگے پی پردیسی آون ۔ خفا کیوں ہو
من بھاون ۔ دست سے چھوڑ گئے دامن ۔ گھر گھر میں جھولیں سکھی
کریں تیج تیوہار ۔ دمک رہی دمن سے کامن کر سولہ سنگھار ۔ پیا بن پھر کسو کی چیر ۔ رہی میں ترس نہ آئے تیر

ماہ بھادوں

سکھی بھادوں میں چشم نم کی ۔ لگی ہر گھڑی جھڑی غم کی ۔ رخصت
بھادوں ہوا پیا بن جہری یہاں کی ریت ۔ جب سے یہاں کی ریت
سہ اغم گیا کلیجہ چیر ۔ رہی میں ترس نہ آئے تیر ۔ پیا بن اوٹھے برہ کے پیر

ماہ کنوار

آسوج میں بھی بکل بھامن ۔ کرے رنجش کہاں کامن ۔ گگن گرجے
و ہلکے دامن ۔ کٹے کیسے غم کی جامن ۔ رہی میں ترس نہ آئے تیر

ماہ کاتک

رہی کاتک برس پیا ۔ قفس میں ڈال گئے جیا ۔ عمر بالی میں بیاہ کیا
چھوڑ کیوں بیقصور دیا ۔ عجب غضب دلبر دیا صنم نے داغ ۔ گھر گھر
ہو رہی دیواری ۔ روشن ہوئے چراغ ۔ پیا بن اوٹھے برہ کے پیر ۔ رہی میں ترس نہ آئے تیر

ماہ اگہن

لگا منگسر بیتے جانا ۔ کرے پیا اپنے من مانا ۔ ارے سکھی
جانا ۔ میرے ہمدم کی خبر لانا ۔ اگہن میں پیا ہی گئی ۔ رہی چھائی

اُمنڈا جوبن جاتے ۔ ہمارا پھر کیا کر ہو آئے ۔ پیا بن اوٹھے برہ کے پیر ۔ رہی ہیں ترس نہ آئے تیر

ماہ پوس

پیتم کی یاد آتی ۔ جب ائی بہی نہیں جاتی ۔ چلے ہردم غم سے چھاتی
دوہا ۔ من بلیں تن جھلیں اب بسنت بہی نجائے ۔ ہے کوئی ایسا ہم
سکھی رے پیا سے ملا دے ۔ آئے دکھا دے ہمدم کی تصویر ۔ رہی ہیں ترس نہ آئے تیر

ماہ ماگھ

ماہ میں رت بسنت آوے ۔ پیا بن ہمیں نا بھاوے ۔ کوئی مالن کو سمجھا دے
سہرے کو بسنت نا لاوے ۔ چلو سکھی جل مریں ۔ پیا بن چڑھ پلاس کی اُدا
مدن تک تک مارے تیر ۔ رہی ہیں ترس نہ آئے تیر ۔ پیا بن اوٹھے برہ کے پیر

ماہ پھاگن

لگا پھاگن آئی ہوری ۔ اوڑائیں بھر بھر گلال جھوری ۔ عطر چھڑکائیں
روری ۔ سجن کے بدن ملیں گوری ۔ رہی ہیں ترس نہ آئے تیر

ماہ چیت

چیت میں کر جوگن کا بھیس ۔ سکھی ہیں چلی پیا کے دیس ۔ ہمیں کوئی
بتلاوے سندیس ۔ ڈگر میں ٹھاری کھولے کیس ۔ رہی ہیں ترس نہ آئے تیر

ماہ بیساکھ

غرض بیساکھ ماس آیا ۔ سکھی نے پی اپنا پایا ۔ پلنگ ڈوری سے
کھنچوایا ۔ فرش پھولوں کا بچھوایا ۔ کر سنگھار سولہ سکھی پڑی پیا کے ساتھ
لوٹ پوٹ جوبن گوری کا سجن گنوائی رات ۔ رہی ہیں ترس نہ آئے تیر ۔

ماہ جیٹھ

جیٹھ حاصل مراد ایجاد ۔ خدا نے کیا پلنگ آباد ۔ کری گنتی بند تن گمبھیر
رہی ہیں ترس نہ آئے ۔ پیا بن اوٹھے برہ کے پیر ۔

لاونی

بگاڑا میرا باغ رے یا ہی ملیاں نے
شبو بھی توڑا ۔ نارنگی بھی توڑی
سیبا بھی توڑا چنبیلی بھی توڑی
چنبیلی بھی ۔ کوئل بھی بولی

بگاڑا میرا باغ رے یا ہی ملیاں نے
گلاب میرا یار رے یا ہی بگیہ میں ۔ بگاڑا
انار میرا یار رے یا ہی بگیہ میں بگاڑا
مور میرا یار رے یا ہی بگیہ میں بگاڑا

تمت

غزلیات

غزل قلق لکھنوی

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا

وہ ظلم کرتے ہیں ہم پر تو لوگ کہتے ہیں
خدا بتوں سے نہ ڈالے یہ معاملہ دل کا

وہ رند ہوں کہ مجھے سنگری سے بیعت ہے
ملا ہے گیسوئے جاناں سے سلسلہ دل کا

پھرا جو کوچہ قاتل سے کوئی پوچھیں گے
سنا ہے لٹ گیا رستہ میں قافلہ دل کا

بہار آتے ہی کنج قفس نصیب ہوا
ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا

ہزار فصل گل آئی جنون و جوش کہاں
گیا شباب کے ہمراہ ولولہ دل کا

خدا ہی خیر کرے آج رنگ بے ڈھب ہے
ٹپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا

خدا کے سامنے اپنا ہے اے قلق انصاف
بتوں سے حشر میں ہوگا معاملہ دل کا

غزل میر

آ کے سجادہ نشیں قیس ہوا میرے بعد
نہ رہی دشت میں خالی کوئی جا میرے بعد

منہ پہ رکھ دامن گل روئیں گے مرغان چمن
باغ میں خاک اڑائے گی ہوا میرے بعد

اب تو ہنس ہنس کے لگاتا ہے وہ مہندی لیکن
خون رلائے گا اسے رنگ حنا میرے بعد

چاک رکھتا ہوں اسے غم سے گریبان کفن
کون کھولے گا ترے بند قبا میرے بعد

تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنوں
شاید آ جائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

کیا عجب مرقد لیلےٰ سے جو نکلے یہ صدا
مرے مجنوں ترا کیا حال ہوا میرے بعد

بعد مرنے کے میری قبر پر آیا وہ میر
یاد آئی میرے عیسےٰ کو دوا میرے بعد

غزل ذوق

آنکھیں میرے تلووں سے وہ ملجائیں تو اچھا
ہے حسرت پابوس نکل جائے تو اچھا

بیمار محبت نے لیا تیرے سنبھالا
لیکن وہ سنبھالے سے سنبھل جائے تو اچھا

تاثیر محبت عجب اک حب کا عمل ہے
لیکن یہ عمل یار پہ چل جائے تو اچھا

فرقت سے تیری تار نفس سینے میں میرے
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا

وہ صبح کو آئے تو کروں باتوں میں دوپہر
اور چاہوں کہ دن تھوڑا سا ڈھلجائے تو اچھا

ڈھلجائے جو دن بھی تو اسیطرح کروں شام
اور پھر کہوں گر آج سے کل جائے تو اچھا

ہے قطع رہ عشق میں اے ذوق ادب شرط
جوں شمع تو اب سر کی بل جائے تو اچھا

غزل ریاض

اگر دل ہو تو شاید اضطرابی سے ذرا ٹھیرے
جو ہو سیماب پہلو میں تو پھر کہئے کہ کیا ٹھیرے

یہ دعوے ہیں کہ ہر دم آئینہ سے آ کے جھگڑتے ہیں
فقط اس بات پر ہمسا نہ کوئی دوسرا ٹھیرے

فنا کیا اور بقا کیا جو سیکڑوں جان باطن ہیں
کبھی اس گھر میں آ ٹھیرے کبھی اس گھر میں جا ٹھیرے

سبکروحی ہمیں یہ ناتوانی کیا ہی کام آئے
کہ ہم راز نہفتہ بنکے اوسکے دل میں جا ٹھیرے

دکھائے جذب دل اپنا تو دشمن دوست ہو جائے
مزا ہے مدعی سے گر حصول مدعا ٹھیرے

لیا ہے دل تو دیدو ایک ہی بوسہ مجھے اپنا
تمہیں انصاف کرو وہی تمہیں پر فیصلہ ٹھیرے

نہ انگیں وقت بوسہ بادہ نوشی اے ریاض اپنی

لب ساغر سے وہ دیں گالیاں تو کیا مزا ٹھہری

غزل تمہا

حرف سب بیٹ دیئے مہر و وفا کے تمنے
کس سے سیکھے ہیں یہ انداز جفا کے تمنے

تم نہ آؤ گے تو کیا موت بھی آنے کی نہیں
راستے روک دیئے ہونگے قضا کے تمنے

انتظار آنکھوں سے ٹپکتا ہے نمک ریزی کا
زخم دیکھے بھی ہیں اپنے شہدا کے تمنے

گیسوؤں نے جسے کاٹا کبھی کھیلا ہی نہیں
ناگ پالے ہیں میری جان بلا کے تمنے

صاف چلنی کی طرح چھان دیا ہے دل کو
جس طرف تیر لگائے ہیں ادا کے تمنے

یا رسول عربی آپ پہ آنکھیں قربان
جلوہ دکھلا دیئے ہیں نور خدا کے تمنے

نہیں ثابت قدمی میں کوئی تمنا تمہا
سیکھے بھلا دیئے ہیں مہر و وفا کے تمنے

غزل ظہیر

ساون میں بھی وعدہ کبھی پورا نہیں کرتے
باتوں میں ہیں جھٹلاتے ہیں وہ اچھا نہیں کرتے

کب دل سخن تلخ سے کھٹا نہیں کرتے
تم اپنی ترش روئی سے چوکا نہیں کرتے

عاشق کو جلاتے ہیں تب ہجر سے ناحق
دق کرتے ہیں بیمار کو اچھا نہیں کرتے

دل چھڑتے ہیں ڈھونڈوں کہ گلیوں میں تمہارے
ہاتھوں سے بتانے کا اشارا نہیں کرتے

گرمی میں جلانے کے لئے دیتے ہو چھینٹے
تنہا میں بھی دل میرا ٹھنڈا نہیں کرتے

کیوں پیتے ہو دانت مرے رونے پہ اے جان
برسات میں ہوتی نہیں گرجا نہیں کرتے

بھاری ہے مینت اونکی نزاکت کو نہایت
کب بوجھ سے گرتے کہ وہ بچکا نہیں کرتے

برباد ہیں لیکن نہیں یاروں سے مکدر
گو خاک ہیں پر دل کبھی میلا نہیں کرتے

دل سے ہوں ظہیر اپنے ہیں استاد کا عاشق
توقیر و رعایت میری کیا کیا نہیں کرتے

غزل غمگین

تمہارے کوچے میں غمگیں سے پیارے بنا جو اپنا مزار ہوگا
پس فنا بھی نثار تیرے ہمارا مشت غبار ہوگا

دریغ کرنا نہ قتل میں کچھ بھی سمجھو مقتل میں دیکھ قاتل
شہید ہوگا جو تیرا بسمل تو عاشقوں میں شمار ہوگا

یقین ہے جیسے کہ بوستاں میں شروع فصل بہار ہوگا
ہر اک دوانہ کی پیرہن میں دست شوق تار تار ہوگا

نہ جانا ہوگا نصیب ہمکو وہ کوئے نادان جن کے اندر
شراب ہوگی کباب ہوگا بہار ہوگی نگار ہوگا

تمہاری مشق کو رنگینی ہیں کہ مثل شمع آنکھیں مثال نرگس
تو شاید اوسکو پس فنا بھی تمہارا کچھ انتظار ہوگا

لطیف وہ ہے کثیف میں ان اگرچہ یار ہم صحبت
جہاں کہ رنگ کا گنا چمن میں تو فصل گل کی خار ہوگا

میں وہ ہوں عاشق کہ میرے آگے ہر اک عاشق ہے طفل مکتب
نہ ذوق مجنوں کی ہوگا ہرگز اگر وہ عاشق ہزار ہوگا

تماشا ہمنے یہ دیکھا غمگیں جہاں میں ہر دو کا شہنشاہ ہے کل
کسو سے رکھنا سوا طمع کے نخشو و ترا دنکار ہوگا

غزل غمگین

ذرا تو غافل و دیکھ اوٹھکار ری پڑا گیا تو خواب میں ہے
یہ جنکو دیکھی وہ دن ہی ہووے گا کہ ذات باری حجاب میں ہے

نکالوں سینے سے گر شرارے جلا دوں کی سپارے پیارے
جو دل میں آتش ہے عاشقوں کے کہاں تیری کتاب میں ہے

کہاں کے کوہسار شب جنوں نم عالم کو غرق کردوں
سنا تھا طوفان نوح جسکو وہ میری چشم پر آب میں ہے

خمار شب کا نہیں ہے باقی پلا دو اک جام اور ساقی
کمال مجھکو یہ احسان کہ شوق سرخی شراب میں ہے

سرشک مجھو نہیں ہیں اک پل گر ہوئے رو کے تو جل
جو ابر فرقت میں ہی کہاں یہ فیض سحاب میں ہے

عجب طرح کا وہ نازنیں ہو مثال کہا نہیں ہے اپنی
نہ یہ نزاکت ہے یاسمن میں نہ یہ لطافت گلاب میں ہے

نہ دیکھ اوسکو رہا ہے سکتا نہ صدہ ہی پاؤں تک اور دیا
خبر تو غمگیں ہے تجھ کی کہ اب وہ حال خراب میں ہے

غزل جلال

جو دل کو میرے تیا چلے ہیں فراق الفت اوٹھا چکے ہیں
دوا کی تری مٹا چکے ہیں شبا کہ خود ہی بیاں چکے ہیں

نہ ہمسے پیاری چھڑاؤ واماں دکھا کے باغ بہار رضواں
کب اونکو پیاری ہیں حور و غلماں جو تمکو پیارا بنا چکے ہیں

کہاں کی دوزخ بہشت کیسی کسے ہے امید و بیم اوسکی
بسا ہی خالی نظر ہیں جنکی ہم آنکھ اونسے ملا چکے ہیں

نہ سو کے کعبہ جھکاتے ہیں سر جاتے ہیں تکدہ کو در پہ
اونہیں ہے دیر و حرم برابر جو تمکو قبلہ بنا چکے ہیں

نہ بول سکتے ہیں کچھ زباں سے نہ ہوش آنکو ہے جسم و جاں کے
گذر گئے ہیں وہ دو جہاں سے جو تیرے کوچے میں آ چکے ہیں

مرا ہم سبق ہے محبت مٹا دوں کیونکر نہ دل کی الفت
ہے جسکا ہر تار تار الفت وہ ہمکو خرقہ پنہا چکے ہیں

عبث ہے واعظ تو سر پھرایا یہ بھید مطلق نہ جان پایا
کہ ہم ہیں اب تک تھا وہ سمجھایا سو وہ ہمیں آپ ہم سمجھا چکے ہیں

رضا کی کوچے سے حق نجانا بلا کی منزل ہیں گھر بنانا
کہ جنکو شاکر ہو زمانا وہ شکر تمکو سکھا چکے ہیں

نہ سوے دنیا نگاہ کرتے نہ خوف عقبیٰ سے کچھ ہیں ڈرتے
امانت کا وہ دم ہیں بھر جو تمکو دل ہیں بٹھا چکے ہیں

شعار ہی ہے یہ دل کی مستی مٹا کے اپنا وجود ہستی
ہر شئے کو یار طلب ہیں حق کی بنام طالب کہا چکے ہیں

جلالی راہ رضا پہ آؤ یہ لیسے آقا سے کہہ سناؤ
بھلا کرو یا برا ہے اپنا تمہاری اب ہم کہا چکے ہیں

غزل قلاش

پھر وہی اب فصل بہاری کے ہیں آنیوالے
کہہ دو ہشیار رہیں دشت کے جانیوالے

صاف کہتے ہیں مری قبر پہ آنے والے
خاک ہوتے ہیں یوں ہی دل کے جلانیوالے

ہم وہ مجنوں نہیں آباد کریں دشت جنوں
خاک صحرا کی اوڑاتے ہیں اوڑانیوالے

سونے دیتے ہی نہیں ہمکو موذن شب وصل
موت کی نیند میں ہمکو جگاتے والے

یہ تم دیدۂ و دانستہ ادہر تو دیکھو
غیر سے کون ہو تم آنکھ لڑانے والے

قُم کی پروا کسی اعجاز کا شہرہ کیسا
مردہ ٹھوکر سے جلاتے ہیں جلانے والے

وہ جو بھڑکاتے ہوں غیروں کو غضب کیا قلاش
آگ پانی میں لگاتے ہیں لگانیوالے

غزل داغ

اچھی صورت پہ غضب ٹوٹ کے آنا دل کا
یاد آتا ہی ہمیں ہائے زمانا دل کا

تم بھی منہ چوم لو بے ساختہ پیار آجائے
میں سناؤں کبھی دل سے جو فسانہ دل کا

پوری مہندی بھی لگانی نہیں آتی اب تک
کیونکر آیا تجھے غیروں سے لگانا دل کا

ان حسینوں کا لڑکپن ہی رہے یا اللہ
ہوش آتا ہے تو آتا ہے ستانا دل کا

مری آغوش سے کیا ہی وہ تڑپ کر نکلے
اونکا جانا تھا الٰہی کہ یہ جانا دل کا

حور کی شکل ہو تم نور کے پتلے ہو تم
اور اوس پر تمہیں آتا ہے جلانا دل کا

چھوڑ کر اسکو تری بزم سے جاؤں کیونکر
اک جنازہ کا اوٹھانا ہے اوٹھانا دل کا

بعد مدت کے اسے داغ سمجھ میں آیا
وہی دانا ہے کہا جسنے نہ مانا دل کا

غزل امانت

خط سے حسن یار کی تصویر آدھی رہ گئی
کھنچکے دلبر چاند سی تصویر آدھی رہ گئی

قبر کے اوپر لگایا نیم کا اوسنے درخت
بعد مرنے کے مری توقیر آدھی رہ گئی

طول دیکھو بال مشاطہ نے باندھی ساری رات
پر شب زلف بت بے پیر آدھی رہ گئی

پھٹ گیا دل آج دست اندازی اغیار سے
ہاتھ میں میرے تری تصویر آدھی رہ گئی

حال دل سارا نہ کہنے پایا شب کو یار سے
نیند اوسے آئی مری تقریر آدھی رہ گئی

ہوگئی مجھکو چھری اوسکی نزاکت وقت ذبح
آکے لب پر یار کی تکبیر آدھی رہ گئی

کیا اسے پھیرا مرے گھر کی طرف سے واہ واہ
راہ جب لے گردش تقدیر آدھی رہ گئی

عشق کے آزار میں کھائی امانت جو دوا
جاتے جاتے حلق تک تاثیر آدھی رہ گئی

غزل قدرت

خود نہیں آئے بلا سے یار ترے کوچے میں
کھینچ لایا ہے دل زار ترے کوچے میں

کسف رمجمع عشاق ہے اللہ اللہ
گرم ہے مصر کا بازار ترے کوچے میں

کیا طریقت ہی بتاؤ تو یہ اے شیخ من
روز مرجاتے ہیں دو چار ترے کوچے میں

ابتو اک بار بھی آنے نہیں پاتے ظالم
پہلے ہم آتے تھے سو بار ترے کوچے میں

تو نے جب روزن دیوار سے جھانکا مجھکو
ہو گیا جلوہ انوار ترے کوچے میں

گر تجھے قتل ہے منظور تو آ گھر سے نکل
ہم بھی مرنے کو ہیں تیار ترے کوچے میں

حشمت بے دل رفتار و گرفتہ قدرت
آتی حسرت زدہ سو بار ترے کوچے میں

غزل نظام

جسکے بیٹھے ہوئے ارماں سے ہم دیکھتے ہیں
تم تو دیکھو تمھیں کس شان سے ہم دیکھتے ہیں

دل نکلجاتا ہے بیساختہ اوس دم اپنا
در میں جبدم تجھے دالان سے ہم دیکھتے ہیں

کہتے ہیں ایک تمھیں تو نہیں ہمپہ مرتے
سیکڑوں جلتے ہوئے جان سے ہم دیکھتے ہیں

وہاں سے مایوس چلے تو ہیں نہ پوچھو پھر کچھ
تکتے پھر پھر کے کہیں ارمان سے ہم دیکھتے ہیں

کیا گلہ آپ کا جو ہمکو دکھائے قسمت
آج کچھ اور ہی سامان سے ہم دیکھتے ہیں

کچھ رکا سا جو اونھیں دیکھتے ہیں محفل میں
منھ کو ایک ایک کے حیران سے ہم دیکھتے ہیں

اللہ اللہ رے اوبت تیری افزائش حسن
تجھکو ہر لحظہ نئی آن سے ہم دیکھتے ہیں

کہیں جانے کا ارادہ جو وہ کرتے ہیں نظام
ہائے اوس وقت کس ارمان سے ہم دیکھتے ہیں

غزل انشا

مجھے کیوں نہ آوے ساقی نظر آفتاب اولٹا
کہ پڑا ہے آج خم میں قدم شراب اولٹا

عجب الٹے ملک کے ہیں اجی آپ بھی کہ تم سے
کبھی بات کی جو سیدھی تو ملا جواب الٹا

چلی تھی حرم کو رہ میں ہوئی اک صنم کی عاشق
نہ ہوا ثواب حاصل یہ ملا عذاب الٹا

یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اُلٹا

ہوئی گو عدو سے پر جو چھوٹے تو نہیں ملاتے تیور
ارے لو دیکھو کچھ تماشا یہ سنو عتاب اُلٹا

کھڑے چپ ہو دیکھتے کیا میرے دل اجڑ گئے کو
وہ گنہ تو کہو جس سے یہ وہ عذاب اُلٹا

غزل اور قافیوں میں نہ کہے سو کہو انشا
کہ ہوا ہے خود بخود آ ورق کتاب اُلٹا

چاربیت

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے

مانا کہ یہ یکتا ہے انداز ہزاروں میں
سمجھا نہیں ملنے کا جانباز ہزاروں میں
ہر رنگ کے لائق ہے ممتاز ہزاروں میں
آنکھوں پہ بٹھایا ہے جس بزم میں جا بیٹھے

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے

اب دیکھوں ہوں زانو کو تکیہ تھا کسی سر کا
تو غیرت لیلیٰ تھی مجنوں تھا میں اس در کا
آفت تھی قیامت تھی اک دم کو اگر سرکا
جل جاتے تھے غیرت سے دو چار جب آ بیٹھے

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے

تیرا ہی تصور ہے گو تجھ سے جدا ہوں میں
تسلیم کا بندہ ہوں پابند رضا ہوں میں
خود موت کا خواہاں ہوں مہمان فنا ہوں میں
روشن ہے ترے دل پہ گو تجھ سے جدا بیٹھے

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے

یکتا کہے اگر بار سے آیا بھی تو کیا آیا
جب کھو کے مجھے پیارے پایا بھی تو کیا پایا
اور عذر یہ آنے کا لایا بھی تو کیا لایا
یہ دل نہیں رہنے کا جب دل کو لٹا بیٹھے

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے

مغرور نہ ہو ظالم صورت ہے چند دن کی
سن لیتا کوئی دن میں صحبت ہے یہ کے دن کی
نادان کی چاہت ہے دولت ہے یہ کو دن کی
کرتے ہیں وہ مسجد میں اب یاد خدا بیٹھے

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اوٹھا بیٹھے

دور مے گلگوں ہو اور چاہ کا پیماں ہو — تو ساقیٔ مجلس ہو اور عیش کا جہاں ہو
اور موت کا اے پیارے مری جو وہ ساماں ہو — باتیں جو ترے سے کرتے ہم دل سے جدا بیٹھے

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اوٹھا بیٹھے

حامد ترے شیون سے مرغان چمن دق ہیں — کیا لطف غزل خوانی ارباب سخن دق ہیں
ہمسایے جو نالاں ہیں یاران وطن دق ہیں — روتے ہیں تری جان کو سب اہل وفا بیٹھے

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اوٹھا بیٹھے

غزل عالم

کب تک تری جدائی کے صدمہ اوٹھائے دل — ہر روز کی ستم کی کہاں تاب لائے دل
در در پھرا رہا ہے یہ آغاز عشق میں — آخر کو دیکھیے ہمیں کیا کیا دکھائے دل
ہنستے ہو میرے حال پہ کیا جانے رحم ہے — اللہ اس طرح نہ کسی کا چھپائے دل
دیوانہ کوئی کہتا ہے وحشی کوئی ہمیں — سب کچھ سنیں گے تجھ سے جو کچھ سنائے دل
آجائے گر وہ غیرت گل سیر باغ کو — سینے میں اس خوشی سے نہ پھولا سمائے دل

بیوجہ آنکھ آپ نے عالم سے پھیر لی
خون جگر نہ آنکھوں سے کیونکر بہائے دل

غزل شہیدی

در پردہ ستم ہم پہ وہ کر جاتے ہیں کیسے — گر سمجھیے گلا صاف مکر جاتے ہیں کیسے
آتے ہیں تو سو طرح کے حجت تھی شب وصل — دیکھیے کے یہ اب اوٹھ کے سحر جاتے ہیں کیسے
غصہ میں نیا رنگ نکالے ہیں پری رو — جیوں جیوں یہ بگڑتے ہیں سنور جاتے ہیں کیسے
اوس صاحب عصمت کو بھی سوچ ہے ہر صبح — بے وجہ بکھرے بال بکھر جاتے ہیں کیسے
ایام مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے — دن عیش کے گھڑیوں میں گذر جاتے ہیں کیسے

دل مرا زلف سیاہ ڈس گئی ناگن ہوکر
بے گنہ دوست نے مارا مجھے دشمن ہوکر

مر مٹا جان گئی رنج اسیری کھینچی
پائے بلبل نے یہ گل عاشق گلشن ہوکر

اس پری نے لب گلرنگ سے مسی جو ملی
اور سمٹا وہ دہن غنچہ سوسن ہوکر

بال اوسنے جو جنازہ پہ مرے کھول لئے
سب یہ جانا کہ پری آئی ہے جوگن ہوکر

آج اوس گل کا عجب ناز ادا سے نکلا
چھپ گیا رنگ سے وہ نکلی لگا کے دامن ہوکر

ہاتھ اوٹھا وے گئے جیسے ہم مرے قتل پہ ہم
رنج بازو سے لپٹ جا گئی جوشن ہوکر

دوست [illegible] سے خفا مجھ سے ہیں وہ ہوش
کیا کرے [illegible] ملا [illegible] دشمن ہوکر

غزل ناسخ

دل میں پوشیدہ تپ عشق بتاں رکھتے ہیں
آگ ہم سنگ کے مانند نہاں رکھتے ہیں

بزم جاناں میں کبھی بات نہ نکلی منہ سے
ہم کو شمع کی مانند زباں رکھتے ہیں

قتل پروانہ نہیں کچھ زر و مال اپنے پاس
ہم فقط تیرہ فدا کرنے کو جاں رکھتے ہیں

طائر روح کو کر دیتے ہیں کیوں کر بسمل
تیر رکھتے ہیں پہ پر وہ نہ کماں رکھتے ہیں

ہو گیا زرد پڑی جب حسینوں کی نظر
یہ عجب گل ہیں کہ تا پیچ خزاں رکھتے ہیں

بھا گئی کونسی وہ بات بتوں کی ورنہ
نہ کمر رکھتے ہیں کافر نہ دہاں رکھتے ہیں

خوش ہیں اک جہاں ملک سخن میں ناسخ
کہ نہیں حکم روا ہم رواں رکھتے ہیں

غزل داغ

تڑپنے سے دل بیتاب کا کوئی ثمر نکلا ہے
ٹھہر جا صبر کر مضطر تو کیوں دم نکلتا ہے

ہزاروں حسرتیں پیچ و غم ہیں خانۂ دل میں
الٰہی دیکھئے اس گھڑی سے کیا ہم نکلتا ہے

نظر گردیدہ مشتاق پر یا دیکھ آئینہ
تجھے بھی کچھ خبر ہے تجھ میں کیا عالم نکلتا ہے

وہ وقت تو آنے دو بتا دینگے شہیدی
بن آئے کسی شخص پہ مرجاتے ہیں کیسے

غزل نظام

اسکا گلہ نہیں ہو وعدہ وفا ہو ۔ اتنا تو ہو کہ رشک سے مجھے غیر کا نہو
انداز اپنا دیکھتے ہیں آئینے میں وہ ۔ اور یہ بھی دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہو
دل کو تو دل سے راہ ہے سب کوستے ہیں وہ ۔ منھ سے ہی نکلتا ہے ترا برا نہو
کروٹ بدلتے ہیں جو ذرا پٹہ سرک گیا ۔ گھبرا کے دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہو
اک لطف روز کے ہی سوال و جواب ہیں ۔ ہم خود یہ چاہتے ہیں کہ وعدہ وفا نہو
بیتاب مجھکو دیکھ کے منھ پھیر کر کہا ۔ اسکے تو درد دل کو الٰہی شفا نہو

کس کس طرح ستاتے ہیں یہ بیتاں نظام
ہم ایسے ہیں کہ جیسے کسی کا خدا نہو

غزل وفا

آنکھیں ملوں تو کیسے ملوں پائے یار سے ۔ پلکوں کے بال چبھتے ہیں تلووں میں خار سے
اچھی نہیں یہ آپ کی وعدہ خلافیاں ۔ قول و قرار کر کے کسی بیقرار سے
لو اٹھ چلے شہید محبت کے پھول بھی ۔ فرصت ملی نہ یار کو اب تک سنگھار سے

ق

جوبن لچک لچک کے دکھاتی ہے شاخ گل ۔ غنچے چٹک رہے ہیں نسیم بہار سے
قمری سے بحث ہے کبھی بلبل سے گفتگو ۔ اڑتے ہیں وہ چمن میں اکیلے ہزار سے
فریاد کیا کریں بت کمسن کے سامنے ۔ واقف نہیں جو درد دل بیقرار سے

اچھی گھڑی وہ آئے عیادت کو اے وفا
کھنچنے لگا جو دم کشش انتظار سے

غزل مونس

کوئی کیا نبض دیکھے دستگیری کیا کرے قسمت
ترے بیمار غم کا ہاتھ پکڑے دم نکلتا ہے

امید فاتحہ کیا کشتۂ تیغ تغافل کو
کہ مری قبر سے منہ پھیر کر عالم نکلتا ہے

نکلتا خلد سے روتا ہوا گر نا آدمی ہوتا
رقیب اوسکے گلے سے کیوں خوشی خرم نکلتا ہے

کبھی اون گیسوؤں کے دشت شانہ کیا نکالیگا
کہیں یہ ٹیڑھ جاتی ہے کہیں یہ خم نکلتا ہے

وہ جیرا ذکر کیوں کرتے ہیں غیروں کی جلائی کو
اگر ڈھونڈو تو ایسا آدمی بھی کم نکلتا ہے

تلون اسقدر اے داغ پھر یہ صبر کا دعوی
گھڑی میں توبہ کرتے ہو گھڑی میں دم نکلتا ہے

غزل رند

ترک کرنی تجھے اے یار ملاقات نہ تھی
گنہ عشق کے مرے یہ مکافات نہ تھی

آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی
بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی

کیا تکلف تھا بھلا قیس میں جو مجھ میں نہیں
عاشقی حصہ میں اوسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی

ایک کلمہ میں کیا تو نے دو عالم کو مطیع
اسم اعظم تھا مری جان تری بات نہ تھی

کیا سبب آپ کے تشریف نہ لانے کا ہوا
راستے بند نہ تھے شہر میں برسات نہ تھی

چار دن زیست میں جو چاہے سو کھالے رند
بیش ازیں خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

غزل میر

شیخ مجھکو کھڑے صاف برا کہتے ہیں
چپکے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہیں

عشق کے شہر کی بھی رسم کسی کشتی میں ہم
درد جاتا تھا جو ہوا اوسکو دوا کہتے ہیں

جی اگر زلف کے سودے میں گئے وہ تو بدل
یہی قیمت کے تئیں مشک بہا کہتے ہیں

حسن تو ہی پہ کر لطف زباں بھی پیدا
میر کو دیکھو کہ سب لوگ بھلا کہتے ہیں

غزل وفا

ترک الفت بھی ہے اور وصل کا اقرار بھی ہے
ملتے بھی جاتے ہیں اور ملنے سے انکار بھی ہے

آرزو میں تری مرتا ہوں کبھی جیتا ہوں
دل کا یہ حال ہے اچھا بھی ہے بیمار بھی ہے

اب بھی سب کچھ ہے محبت کے خریداروں کو
حسن یوسف بھی ہے اور مصر کا بازار بھی ہے

کان آہٹ پہ لگے آنکھ لگی ہے در پر
شوق گفتار بھی ہے حسرت دیدار بھی ہے

بدمزاجی کا وفا یار کی کیا حال لکھوں
ہاتھا پائی بھی ہے جھگڑا بھی ہے تکرار بھی ہے

غزل اعجاز

ہمیں سے نہیں یہہ گلا ہو رہا ہے
زمانہ ہی اک بیوفا ہو رہا ہے

طبیعت کا طرفہ مزا ہو رہا ہے
ادھر میں ادھر وہ خفا ہو رہا ہے

میرا حال پوچھے تو قاصد یہ کہنا
کہ اب تو خدا ہی خدا ہو رہا ہے

بلا سے یہاں جان جائے کسیکی
اوہیں مشق جور و جفا ہو رہا ہے

بوقت ذبح جب میں تڑپا اونہوں نے
یہہ ہنسکر کہا کیا مزا ہو رہا ہے

خبر دی تو یہہ ہمکو قاصد نے آکر
وہاں حال دشمن برا ہو رہا ہے

کریں کیا ستم کا گلا اوسنے اعجاز
یہہ قسمت کا اپنی لکھا ہو رہا ہے

غزل منور

کھلی ہے اوس گل تر کی بہار آنکھوں میں
عجب ہے قدرت پروردگار آنکھوں میں

وہ میرے حال کو پوچھیں تو نامہ بر کہنا
فراق دل میں ہے اور انتظار آنکھوں میں

گلابی ہو گئے گویا کہ پھول نرگس کے
کھلا ہے نیند کا اوسکے خمار آنکھوں میں

وہ سرو قد گل رعنا مجھے نظر آتے
ابھی میں کھینچ لوں تصویر یار آنکھوں میں

تمہیں پہ دل ہے فدا اور تمہیں پہ جان فدا — تمہیں کو ڈھونڈھینگی آنکھیں ہزار آنکھوں میں

ہنوز اوسکے سوا کچھ نظر نہیں آتا
بسا ہے جلوہ پروردگار آنکھوں میں

غزل قدرت

خط نکل آیا مگر جان ہے قربان ہنوز — دل میں باقی ہیں وہی بوسے کے ارمان ہنوز
نزع کے وقت بھی بالیں سے سرک کر بیٹھے — بدگمانی ہے تمہیں مجھ سے مری جان ہنوز
مرچکا ہوں ہوس جامہ دری ہے باقی — چھوٹتا ہی نہیں ہاتھوں سے گریبان ہنوز
سرمگیں آنکھوں کی مرکر بھی وہی حسرت ہے — خاک میں ملنے کے اس میں ہیں ارمان ہنوز
کسکے جلوہ کا اثر ہے ہیں مرے دن باقی — شکل تصویر مری آنکھیں ہیں حیران ہنوز
کیوں نہ سمجھوں خط مصحف خط رخسار کو میں — ان بتوں میں ہے خدائی کی وہی شان ہنوز

قافلہ چل بھی دیا ہائے ری قدرت غفلت
ہم یہاں کرتے ہیں بیٹھے ہوئے سامان ہنوز

غزل جوش

بلبل نے شاخ گل پہ نشیمن بنا لیا — تم نے بھی کوئے یار میں مسکن بنا لیا
دشت جنوں نے بہار کو وحشت میں پھر یہی — دامن کو جیب جیب کو دامن بنا لیا
مستی لگا کے اوس گل رعنا نے ہونٹھ میں — غنچہ گلاب کا گل سوسن بنا لیا
تقریر سے نرم ہو سکتے ہیں حسین خموش — تو نے بھی کو اسے بت پرفن بنا لیا
سچ کہتے ہیں کہ نام محبت کا ہے برا — الفت جتا کے دوست کو دشمن بنا لیا

گر لطف میں بھی جوش سے جو لطف اٹھا لیا
اللہ رے کچھ اوسکو اسے بت پرفن بنا لیا

غزل شہاب

کہتے ہو عشق کا انجام برا ہوتا ہے
یاں ذرا میں بھی سنوں کہئے تو کیا ہوتا ہے

درد دل سنکے مرا یار خفا ہوتا ہے
اے اثر تجھپہ پڑے خاک یہ کیا ہوتا ہے

لو وہ گھبرا لینے لگے اپنی نزاکت سے ابھی
ساتھ ہر دم کا اسی سے تو برا ہوتا ہے

طپش دل سے مجھے دن میں تو ہے [illegible]
شب غم آئی ہے اب دیکھئے کیا ہوتا ہے

غیر ہنس ہنس کے مرا گا وہ رلاتے ہیں مجھے
میرے ہنسنے کا یہ سامان نیا ہوتا ہے

تم یہ کہتے ہو کہ اچھا نہیں ہوتا شکوہ
کیا مری جان جفا سے بھی برا ہوتا ہے

اٹھتے دم بیٹھنے لگ چھپ گئیں [illegible] تنہا
اب عیادت کو بھی وہ آئیں تو کیا ہوتا ہے

غزل شہیدی

جی چاہیگا جسکو اوسے چاہا نکرینگے
ہم عشق و ہوس کو کبھی رسوا نکرینگے

اے کاش چھٹیں عہد سخن [illegible] جہاں میں
باز آئے وفاداری کا دعوی نکرینگے

وہ غیر کو اور غیر انہیں چاہتے تو چاہتے
بیفائدہ ہم چاہ کو رسوا نکرینگے

کالے کو کھلایا کرینگے ہاتھوں پر اپنے
چوٹی کسی کافر کی سنوارا نکرینگے

اس ضد سے کہ خود بینوں کی بیتی کی ہے صورت
ہم غنچۂ زنخ کو بھی سونگھا نکرینگے

کہتے ہیں شہیدی کہ برا مانو مت جان
ہیں عاشق صادق کبھی ایسا نکرینگے

غزل سحر

بگڑا ہے مجھسے ایسا وہ ستمگر نہیں ملتا
میں اوسکو جو ملتا ہوں تو مجھسے نہیں ملتا

ہوں جاں بلب اندوہ جدائی کے تعب سے
[illegible] چھوٹ گیا ہے جو وہ دلبر نہیں ملتا

بھیجوں کسی قاصد کی رسائی نہیں واں تک
[illegible] نہیں ملتا ہے کبوتر نہیں ملتا

کیوں سوز نہاں دل کو جلاتا ہے [illegible]
وہ شوخ جو اغیار سے چھپ کر نہیں ملتا

انصاف طلب کس سے ہوں بتلا دے سحر تو
دنیا میں کوئی صاحب جوہر نہیں ملتا

غزل داغ

الٰہی کیا کریں ضبط محبت ہم تو مرتے ہیں
کہ نالے تیر بن بن کر کلیجے میں اوترتے ہیں

جفا پر جان دیتے ہیں ستم پر تیرے مرتے ہیں
یہ ناکام محبت سچ تو یہ ہی کام کرتے ہیں

کہیں کیا ہم پہ جو صدمے گذرتے ہیں گذرتی ہیں
لگایا جس گھڑی دل اوس گھڑی کو یاد کرتے ہیں

تماشا چاہیے دیکھا ہی مرے دل کے تڑپنے کا
تماشا ہے کہ وہ اپنی نظر سے آپ ڈرتے ہیں

سنے ہیں قتل اوٹھی ہے قیامت کوئے جاناں میں
اجل کہتی ہے بسم اللہ جہاں ہم یاد مرتے ہیں

تمہیں کہتا تھا سنگ سے گلہ اپنا
جو یوں کٹ کٹ کے مرتے ہیں کہ گھٹ گھٹ کے مرتے ہیں

گلی کوچوں میں تمنے اشتہار عشق پھیلائے
کہ اوڑا اوڑ کر مرے مکتوب کے پرزے بکھرتے ہیں

زباں سے گر کیا بھی وعدہ تو نے تو یقیں کس کو
نگاہیں صاف کہتی ہیں کہ دیکھو یوں مکرتے ہیں

نہ پوچھو داغ ہمسے انتظار یار کی صورت
یہ آنکھیں جانتی ہیں خوب جو نقشے گذرتے ہیں

غزل عشرت

نگاہ یار ہمسے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسی کی کچھ نہیں چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے

کبھی تو کھینچ لاویگی اوسے گور غریباں تک
کہ مدت سے ہماری خاک دامنگیر پھرتی ہے

مقام عشق میں شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے
زلیخا ہر گلی کوچے میں بے توقیر پھرتی ہے

تری تلوار کا منہ ہمسے پھر جائے تو پھر جائے
ہماری آنکھ کب قاتل تہ شمشیر پھرتی ہے

میں اوس لیلی کا دیوانہ ہوں اے دل جو کہ صحرا میں
بغل میں اپنے مجنوں کیلئے تصویر پھرتی ہے

ترا دیوانہ جب سے اوٹھ گیا صحرا میں اے عشرت
بگولے کی طرح سے ڈھونڈھتے زنجیر پھرتے ہیں

غزل شرم

صورت کوئی بچ رہنے کی پائی نہیں جاتی　　وہ آگ لگی ہے کہ بجھائی نہیں جاتی
باقی اثر شدت سے ہے بیتابی تنہا بھی　　صرصر سے مرے خاک اڑائی نہیں جاتی
حالت مرے سینے کی ہو روشن ابھی اے شمع　　اتنی بھی زباں تجھ سے ہلائی نہیں جاتی
اے جان طرحدار ہزاروں ہیں جہاں میں　　انداز و ادا تیری سی پائی نہیں جاتی

تدبیر ہر اک چیز کی آسان ہے اے شرم
تقدیر جو بگڑی تو بنائی نہیں جاتی

غزل مجید

دل کو کسی دلبر سے لگانا نہیں اچھا　　ہر روز نئے پیچ اٹھانا نہیں اچھا
گلزار میں ہر وقت ہے صیاد کا کھٹکا　　بلبل یہ ترا شور مچانا نہیں اچھا
در پردہ رہا کرتی ہے کس سے الفت　　یہ کہہ دو مری جان بہانا نہیں اچھا
خون ہوتے ہیں عشاق کے گردن پہ تمہاری　　تیغ نگہ ناز چلانا نہیں اچھا
سمجھے ہم لیے جاتے ہیں دل لاکھوں کا ایماں　　منہدی کا بھی پھر ہاتھوں میں لگانا نہیں اچھا
یاد آئے تمہیں جو رہے ہم جان سے گذری　　اس وجہ بھی عاشق کا ستانا نہیں اچھا

کر یاد خدا بیٹھ کے گوشہ میں مجیدا
پھر دل کو حسینوں سے لگانا نہیں اچھا

غزل مومن

ناوک انداز جدھر دیدۂ جاناں ہونگے　　نیم بسمل کئی ہونگے کئی بے جاں ہونگے
تو کہاں جائے گی کچھ اپنا ٹھکانا کر لے　　ہم تو کل خواب عدم میں شب ہجراں ہونگے
تاب نظارہ نہیں آئینہ کیا دیکھنے دوں　　اور بن جائینگے تصویر جو حیراں ہونگے
ہم نکالینگے سن اے موج ہوا بل تیرے　　اونکی زلفوں کے اگر بال پریشاں ہونگے

ایک ہم ایسے ہوئے ہینگے پشیماں کہ بس
ایک وہ ہیں کہ جنہیں چاہ کے ارماں ہونگے

صبر یارب مری وحشت کا پڑیگا کہ نہیں
چارہ فرماں بھی کبھی قیدی زنداں ہونگے

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہونگے

غزل داغ

خفیف شرمندہ نہیں تو ستم آرا ہوکر
ہمپہ کرتا ہے ستم یار ہمارا ہوکر

کچھ تمنا ہی شہیدوں کو ترے اے قاتل
کہ یونہیں قتل ہوں ہم زندہ دوبارہ ہوکر

کل کچھ اقرار بھی تھا آج ہے بالکل انکار
مٹ گیا حیف ہے اتنا بھی سہارا ہوکر

دل کو جب بیچ دیا تمنے پھر جائے گا
کیا ہمارا نہیں ہونے کا تمھارا ہوکر

غیر کے سر میں وہ کرتے ہیں جو کنگھی اپنی
رشک سے دل چیرتا ہے داغ کا آرا ہوکر

غزل قدرت علی صاحب قدرت [illegible]

ذبح کرکے رک گیا کچھ دیر قاتل سامنے
خاک پر تڑپا کیا میں نیم بسمل سامنے

جو پسند آئے اٹھا لے دونوں ہیں طالب ترے
رکھدئے ہیں میں نے اپنے دیدہ و دل سامنے

دیکھ او طالب اگر ہے تجھکو منظور نظر
جلوہ فرما کیا نہیں وہ زیب محفل سامنے

جو ہے مشتاق شہادت شوق سے جائے ادھر
دور تو کچھ بھی نہیں ہے کوئے قاتل سامنے

ایک بوسہ دے بھی دو تم حسن کی اپنے زکات
کتنی مدت سے کھڑا قدرت ہے سائل سامنے

غزل داغ

دوستی کا ہو زمانے میں بھروسا کسپر
تو مجھے چھوڑ چلا اے دل شیدا کسپر

امتحان نالہ دل کا تو دکھادوں لیکن
پھر تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑیگا کسپر

یوں تو معشوق گل و شمع بھی کہلاتے ہیں — سمجھنا یہ ہے کہ مرتا ہے زمانہ کس پر
فتنہ پرداز و دغاباز و فسوں گر عیار — ہائے افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر
مجھ سے کہتے ہیں نکالینگے ہمیں کچھ تدبیر — صاف کہہ دو کہ دل آیا ہے تمہارا کس پر
لیکے دل بھی نہ دیا بوسہ جو مانگا تو کہا — کوئی سنتا بھی ہے کرتے ہو تقاضا کس پر
حور کے ناز و ادا تو فرشتے سمجھیں — خاک ہیں کھائینگے ہم آپ کا دھوکا کس پر
وہی قاتل وہی مخبر ہے وہی منصف ہے — اقربا میرے کریں خون کا دعوی کس پر
اونکی تصویر جو یوسف کے مقابل کہہ دیں — دیکھیے گرتے ہیں پھر اہل تماشا کس پر
پوچھا ہے مسیحا کسنے ترے ساتھ سلوک — یہ ہوا عجب ہوا ہے ستم ایسا کس پر
وعدہ یا اوسکے مریضوں کو خدا لینے بھی جواب — آپ بھولے ہوئے بیٹھے ہیں مسیحا کس پر
جانب چرخ اشارے سے بتایا اوسنے — جب کہا میں نے مرا صبر پڑیگا کس پر
دل چرایا ہے مرا آپ بھری محفل میں — اور کہتے ہیں کہ ہے شبہ تمہارا کس پر

داغ جاتے تو ہیں مقتل میں پر اول یہ ہے
دیکھیے وار کرے وہ ستم آرا کس پر

غزل مشتری

کوچے میں جو عشاق بہت آئے ہوئے ہیں — وہ خوف سے بدنامی کے گھبرائے ہوئے ہیں
گیسو کا بھی بار اوسنے اوٹھایا نہیں جاتا — چلنے میں جھکے جاتی ہیں بل کھائے ہوئے ہیں
کیا دیکھ لیا اوس چمن حسن کا جلوہ — گل خشک ہیں کملائے ہیں مرجھائے ہوئے ہیں
گالوں کے لئے ہیں کسی مشتاق نے بوسے — بیوجہ نہیں پھول یہ کملائے ہوئے ہیں

ای مشتری ہم راہ وفا میں قدم اپنا
تھامے ہوئے روکے ہوئے ٹھہرائے ہوئے ہیں

غزل شمیم

شہر برباد ہے اب خیر کے آثار نہیں
مجھکو امید ملاقات بھی زنہار نہیں

ہمنے دیکھا ہی ہزاروں ہی ستمگاروں کو
کوئی ثانی ترا اے شوخ ستمگار نہیں

گاہ خوش کرتے ہو اور گاہ رلا دیتے ہو
وہ عنایت وہ مروت وہ ترا پیار نہیں

کیا کہیں حال اسیران محبت تجھسے
دام الفت میں کسیکی تو گرفتار نہیں

کام دل تری بر آئینگے نہیں اے شمیم
جز علی اور کوئی تیرا مددگار نہیں

غزل داغ

جس سے جاتر ہوں وہ تدبیر جفا کونسی ہے
موت کی کوئی بتا دے تو دوا کونسی ہے

تجھکو مشکل دل بیتاب بتا کونسی ہے
ایسی چلتی ہوئی وہ تیغ ادا کونسی ہے

کوچہ یار سے دیتا ہے جو واعظ تفصیل
ایسی جنت میں نرالی وہ فضا کونسی ہے

گو برا ہوں مگر اچھا ہوں کہ چاہا تمکو
میری تقصیر ہے کیا میری خطا کونسی ہے

اُف بھی ہمنے نہ تیغ جفا اے ظالم
اس سے بڑھکر وہ تسلیم و رضا کونسی ہے

کیا کہونگا جو کہا اوسنے کہ اچھا کہئیے
بات اے داغ محبت کی سوا کونسی ہے

غزل مشتری

تجھکو ظالم مری پروا ہی نہیں
اسلئے دل تجھے دیتا ہی نہیں

وصل کی شب ہی خدا خیر کرے
دل سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہیں

یوں تو ہنسی بھی دربار پہ بیٹھ
آج سنتے ہیں کہ رستا ہی نہیں

باغ کی سیر کریں کیا جا کر
دل ہمارا تو شگفتہ ہی نہیں

پیاس بسمل کے بجھی کیا قاتل
ابر شمشیر برستا ہی نہیں

ہمسے اوس گل سے نبھیگی کیونکر
بلبل دل تو چہکتا ہی نہیں

مشتری وصل کو اب کیا میں کہوں
بات مطلب کی وہ سنتا ہی نہیں

غزل زہرہ

حیلے سے نہیں وہ جو آنے کے قابل — تو ہم خوف سے کب ہیں جانے کے قابل
کرو خون سے مرے تم ہاتھ رنگیں — یہ مہندی ہے صاحب لگانے کے قابل
ہے عمر بھر قید کنج قفس میں — کہاں بال و پر ہیں ہلانے کے قابل
سکندر کو دی آبرو تم نے صاحب — ہوا آئینہ منہ دکھانے کے قابل
رقیب سیہ رو کو نامہ نہ لکھو — نہ حرف غلط ہے مٹانے کے قابل
لہو میں ہیں تر شرم سے دست مژگاں — نہیں تیرے پنجہ ملانے کے قابل
مفصل کہوں ماجرا حاسدوں کا — جو ہوں جمع سارے زمانے کے قابل

نہ کہہ زہرہ اوس کی غزل پہ غزل تو
کہ سوزاں نہیں منہ لگانے کے قابل

غزل سپہر

وہ نہیں اب کہ فریبوں سے لگا لیتے ہیں — ہم جو دیکھیں ہیں تو آنکھ چھپا لیتے ہیں
صحبت آخر کو بگڑتی ہے سخن سازی میں — کیا وہ انداز بھی اک بات بنا لیتے ہیں
ہم فقیروں کو کچھ آزار نہیں دیتے ہیں — یوں تو اس فرقہ سے سب لوگ دعا لیتے ہیں

سپہر کیا سادے ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اوسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

غزل تسلیم

جو مرتا ہی جیتا ہے وہ دل یہی ہے — مٹانے بنانے کے قابل یہی ہے
تڑپتے جو دیکھا مجھے اوس نے پوچھا — مری تیغ ابرو کا بسمل یہی ہے

رہ عشق سے کون گذرا سلامت
مٹے جس میں صد ہا وہ منزل یہی ہے

قدم جاں نثاروں کی اوٹھتی نہیں کیوں
مگر اے اجل کوئے قاتل یہی ہے

وہ نازک ہیں میں سخت جاں قتل میرا
یہی سب سے آساں یہ مشکل یہی ہے

گلہ کیا جو بے دین و ملت ہو تسلیم
بتوں کی محبت کا حاصل یہی ہے

غزل شرف

منزل عشق کا حال آپ میں آلوں تو کہوں
دم ذرا لینے دے میں دلکو سنبھالوں تو کہوں

ساتھ سونے کو ابھی کہہ نہیں سکتا اوس سے
پہلے تقدیر کو میں اپنی جگا لوں تو کہوں

پوچھتے کیا ہو حقیقت مری بیتابی کی
آؤ میں تمکو کلیجے سے لگا لوں تو کہوں

پوچھتے کیا ہو مری قبر تک آنے والو
ٹھیرو میں منہ سے کفن اپنے ہٹا لوں تو کہوں

سرمگیں آنکھوں پہ دل اپنا پسا جاتا ہے
اے شرف نظروں میں میں انکی سما لوں تو کہوں

غزل داغ

غم آیا جو اوسے دیکھکے حالت میری
غم یہ کہتا ہے کہ اب دیکھئے فرصت میری

دوست کیوں عشق میں کرتے ہیں شکایت میری
مجھ پہ کیا زور کسی کا ہے طبیعت میری

کون جانے گا ترا چاہنے والا مجھکو
حشر کے روز بدل جائیگی صورت میری

کیا فلک ٹوٹ پڑا بعد فنا بھی مجھ پر
بیٹھی جاتی ہے دبی جاتی ہے تربت میری

آؤ میدان میں گر غیر کی الفت ہے تمہیں
چھپکے کیوں سیکھتے ہو طرز محبت میری

پہلے تو برسوں نہ پلاؤں نہ پیوں اے زاہد
توبہ کرتی ہے بدل جاتی ہے نیت میری

موت آئی ہوئی ٹلجائے یہ آئی نہ رکے
الاماں داغ قیامت ہے طبیعت میری

غزل ناسخ

کر گیا ہے مری آغوش کو جاناں خالی
اس ٹھینے کو بجا کہتے ہیں انساں خالی

باغ میں سنکے مرے زمزمہ پردازی کو
آشیاں کر گئی مرغان خوش الحاں خالی

یہ لگی چاٹ مرے زخموں کو سیری ہوئی
ہو گئے کتنے ہی قاتل کے نمکداں خالی

ایک چھوٹا تو ملی دوسرے کو قید حیات
کبھی ہوتا نہیں یہ خانہ زنداں خالی

روحیں جنت کو گئیں جسم سوئے کوچہ یار
دفن ہوتے ہی ہوا گنج شہیداں خالی

ہوئی مرے سر شوریدہ پہ آفت نازل
آج لڑکوں سے نظر آتے ہیں داماں خالی

مرے آغوش سے تو صبح شب وصل چلا
رہ گیا ہالہ مرا اے مہ تاباں خالی

پھر غبار انکو ہی ناسخ نہ ملا ایک گھڑی
صورت شیشہ ساعت دل یاراں خالی

غزل تسلیم

بیکسی چھوڑتی دم بھر نہیں تربت میری
کیا نبھائی ہے بس مرگ رفاقت میری

سیکڑوں بار سہی اذن بت ہرجائی کے
آخر آ گئی کسی روز تو نوبت میری

کیا بٹھائے گی خلوت میں اکیلا پاکر
کچھ طبیعت تو تمہاری نہیں نیت میری

میں سمجھتا ہوں کہ دشوار ہے صحت لیکن
چارہ گر اپنے سے کر آگئے ہیں قسمت میری

یاد آتا ہے غنیمت ہے کسی طور سہی
قابل شکر ہے غیروں سے شکایت میری

جام کوثر کی توقع ہے کسی محشر میں
کہ مرے ساتھ ہے پھوٹی ہوئی قسمت میری

تم رقیبوں سے ملے بیٹھے کیا اور حسیں
نہ گلہ کوئی تمہارا نہ شکایت میری

گل صد برگ محبت نے بنایا تسلیم
ٹکڑے ٹکڑے ہے جگر زرد ہے رنگت میری

غزل ذوق

وہ کونسا ہے جو مجھپہ تاسف نہیں کرتا / پر میرا جگر دیکھ کہ میں اف نہیں کرتا

کیا قہر ہے وقفہ ہے ابھی آنے میں اسکے / اور دم مرا جانے میں توقف نہیں کرتا

دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہے / دنیا کی زر و مال پہ میں تف نہیں کرتا

پڑھتا نہیں خط غیر مرا واں کسی عنواں / جبتک کہ عبارت میں تصرف نہیں کرتا

کچھ اور گماں دل میں نہ گذرے ترے کافر / یا واسطے میں سورہ یوسف نہیں کرتا

اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر / آرام سے وہ ہے جو تکلف نہیں کرتا

غزل مشتری

دل سے اخلاص گھٹا لطف گھٹا پیار گھٹا / پر نہ وہ ناز ترا اے بت عیار گھٹا

بیوفائی سے تری اور وفاداری سے / دل کبھی بار بڑھا اور کبھی بار گھٹا

ڈھونڈھ دشتی کو جو نکلا وہ عزیز عالم / نرخ حسن مہ کنعاں سر بازار گھٹا

مشتری ہجر کی شب اٹھا ہے طوفان الم / تا سے بجلی نظر آتے ہیں شب تار گھٹا

غزل نظام

انگڑائی بھی وہ لینے نہ پائے اٹھا کے ہاتھ / دیکھا جو مجھکو چھوڑ دیے مسکرا کے ہاتھ

بیساختہ نگاہیں جو آپس میں مل گئیں / کیا منہ پر اونے رکھ لیے آنکھیں چرا کے ہاتھ

یہ بھی نیا ستم ہے حنا تو لگائیں غیر / اور اسکی داد چاہیں وہ مجھکو دکھا کے ہاتھ

قاصد ترے بیان سے دل ایسا ٹھہر گیا / گویا کسی نے رکھ دیا سینے پہ آ کے ہاتھ

دیکھا جو روگ کا مجھے تو کس تپاک سے / گردن میں میری ڈالدیے آپ آ کے ہاتھ

کوچہ سے تیرے اٹھیں تو پھر جائیں ہم کہاں / بیٹھے ہیں یہاں تو دونوں جہاں سے اٹھا کے ہاتھ

دنیا وہ اوسکا ساغری یاد ہے نظام

منہ پھیر کر ادہر کو اودہر کو بڑھا کے ہاتھ

غزل تسلیم

درد رہ رہ کے جو اٹھتا دل بیمار میں ہے
آج وہ شوخ کہیں پہلوئے اغیار میں ہے

دو قدم بھی جو چلوگے تو قیامت ہوگی
فتنۂ حشر نہاں آپ کی رفتار میں ہے

دل مرا جب کے پہلو سے نکل آویگا
گر یہی حسن طلب آپ کی سرکار میں ہے

آنکھ جو پڑتی ہے چہرہ پہ جھپک جاتی ہے
حسن کی برق چمکتی ترے رخسار میں ہے

نہ سہی وصل مگر لطف سے گالی بھی نہیں
روز اک تازہ مزا آپکے انکار میں ہے

پوچھتے کیا ہو پریشانی خاطر تسلیم
آپ کی چاہنے والوں کس افکار میں ہے

غزل انشا

گھٹے گا ہے جو ادھر آپ کرم کرتے ہیں
وہیں اوٹھ جاتے ہیں پھر ادھر قدم کرتے ہیں

جی نہ لگجائے کہیں تجھسے اسواسطے ہیں
رفتہ رفتہ ترے سے ہم ملنے کو کم کرتے ہیں

گالیاں کھانے کو اوس شوخ سے ملتے ہیں ہاں
کوئی کرتا نہیں جو کام سو ہم کرتے ہیں

ہیں طلبگار بہشت کے میاں جو اشخاص
وہ بھلا کب طلب دام و درم کرتے ہیں

ہمیں مستی میں نہیں دیر غلط سے انشا
آنکھ جب موندتے ہیں سیر حرم کرتے ہیں

غزل لطف

دل کا کچھ کام نہ تجھسے بت پرفن نکلا
دوست سمجھے تجھے جان کا دشمن نکلا

جب تو آیا کہ مرا دم بت پرفن نکلا
نکلا ارمان تو لیکن نہیں مر دن نکلا

خون عاشق کا ہی گلگونہ ترے عارض کے
قتل ہونے سے ہمارے ترا جوبن نکلا

چارہ گر چیر کے مرے جگر کا ناسور
ایک گر بند کیا دوسرا روزن نکلا

جتوا سے غیر دیبلوہری خاطر کب سے | قیس کی طرح پڑے پھرتے ہیں بن بن مارے

مصحفی چھٹ جائے اب کام ترا دیوانہ
حسرتیں گھر میں کسی کے کوئی تن من مارے

غزل لاکلام

ایک عالم میں ہی کیسی ہے چاہنے والا تیرا | جسے دیکھا ہے وہ بھی تو ہے شیدا تیرا

شمع سے پروانہ اڑا کے مجھ پڑا رشتے وفا کی | قتل پروانہ جلا جاتا ہے شیدا تیرا

تو ہی تھا رہبر بیاباں میں جہاں مشکل کو | دل تیرا کعبہ تیرا عرش سے اعلیٰ تیرا

میرے زخموں پہ نمک چھڑکا سجائے پانی | پھر بھی ٹھنڈا ہوا قاتل نہ کلیجا تیرا

پھر مرے گلے پہ وہ چھری یوں بولے | ہم بھی دیکھیں گے تڑپنے کا تماشا تیرا

کشتۂ حسن کی دی مجھ کو خدا نے شاہی
یوسف مصر ہے ادنیٰ سا یہ بندہ تیرا

غزل

آ پکڑا دھر بھی مری جان کبھی کبھی | نکلیں ہمارے دل کے بھی ارمان کبھی کبھی

پاؤ نہ گئے ان کو کالی بلا کیے ہیں | حیران کرینگے ہو پریشان کبھی کبھی

پوچھا غضب حال جب آ وہ گئے میرے گھر | کچھ سوچ سوچ کہنے لگے ہاں کبھی کبھی

سمجھ عذر آپ کو یہاں آنے میں ہے | خط تو لکھا کرو مسٹر تابان کبھی کبھی

آئی ہے جب وہ چاند سے صورت محو وزیر
پڑھ لیتا ہوں میں کھول کو قرآن کبھی کبھی

غزل

ہر لحظہ یار میرے دل میں در آئے | مشتاق شہادت کی تمنا بر آئے

چو چن کے جو دل لیا آئی تو عاشق ہو سے پیدا | جب فصل بہار آئی تو کلیاں نظر آئے

اے ظفر مانا دل نے دست چمن کی تاثیر
گھر سے نکلا کہ چمن و عشرت گلشن نکلا

غزل ذوق

جب چلا وہ مجھ کو بسمل خوں میں غلطاں چھوڑ کر
کیا ہی پچھتاتا تھا میں قاتل کا وہ داماں چھوڑ کر

میں وہ مجنوں ہوں جو نکلوں کنج زنداں چھوڑ کر
سیب جنت تک نہ کھاؤں سنگ طفلاں چھوڑ کر

میں وہ ہوں گمنام جیب و فتنہ بس نام آپ کا ہمرا
دیکھنا ہیں مشتی قدرت جگہ وہ اں چھوڑ کر

وصل میں گر ہو وہ مجھ کو دیت ما و ریب
رو دیا جاؤں ہی تو وہ مجھ کو میں تو ترساں چھوڑ کر

ان دنوں گرچہ دکن میں ہے بڑی قدر سخن
کون جائے ذوق پر دلی کی گلیاں چھوڑ کر

غزل میر

مدت سے تو دلوں کی ملاقات بھی گئی
ظاہر کا پاس تھا سو مدارات بھی گئی

کتنے دنوں میں آئے تھے اس کی شب وصال
باہم رہی لڑائی سو وہ رات بھی گئی

کچھ کہتے ہم تو اس کے نہ آتے وہ خوش
اب ہر سخن پہ بحث ہے وہ بات بھی گئی

غم سے جانا نہ گئی سے گئے نہیں
واعظ کی اب لباس کرامات بھی گئی

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں
اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

غزل مصحفی

لاف خوبی ترے عارض پہ جو گلشن مارے
دامن گل پہ صبا طیش سے دامن مارے

کیا ستم ہے کہ تو غرفہ میں کھلے بال پھرے
اور نظارہ ترا دیدۂ روزن مارے

تری آنکھیں ہیں وہ رہزن کہ جنہوں نے کافر
قافلے لوٹ لئے سینکڑوں رہزن مارے

ہے خوشا حال انہوں کا جو ترے کوچے میں
خاک پر ڈھیر ہو بیٹھے ہیں آ مسکن مارے

کس ناز سے فرماتے ہیں وہ کھینچ کے شمشیر — جانبازی کا دعویٰ ہو جسے وہ ادھر آئے
کشتے کو تری کس نے دوبارہ کیا زندہ — کیا چرخ چہارم سے مسیحا اتر آئے

موت آئی کفن آیا دیا غسل دوبارہ
کیا خوب ہی بیمار کی لینے خبر آئے

غزل شرف

غم نے گھلا دیا مجھے آزار کی طرح — مایوس زندگی سے ہوں بیمار کی طرح
بیتاب ہو گئے اونسے جو لپٹا تو یوں کہا — گھبرا گیا یہ پیار کرو بیمار کی طرح
بیٹھے ہو دل جو مول تو لو گھر کیاں نہ ہو — سودا کرو چکا تو خریدار کی طرح
اے دل بتا تو کونسا ہے عارضہ تجھے — ہر دم کراہتا ہے جو بیمار کی طرح
شب بھر ہم اپنے اونسے کہانی کہا کئے — جاگا کئے وہ طالع بیدار کی طرح

او بیوفا بلائے شرف کو بھی بزم میں
باہر کھڑا ہوا ہے گنہگار کی طرح

غزل شہیدی

وصل کی شب ہو چکی رخصت قمر ہونے لگا — آفتاب صبح محشر جلوہ گر ہونے لگا
شام سے مردہ پڑا رکھا مسیحا نے مجھے — قم باذنی جب کہا وقت سحر ہونے لگا
ایک دو دم ہوں مسیحا اب دم آخر تو آ — جانب ملک عدم دم کا سفر ہونے لگا
بار صندل سے عرق آیا جبین ناز پر — پیچ زلف عنبریں سے دردسر ہونے لگا

پاس بیٹھے سے شہیدی کچھ نہ تھا دل کا خیال
دور بیٹھے سے محبت کا اثر ہونے لگا

غزل طالب

زمانہ تیرا مسیحا ہو نہ پایا ہے — [illegible]

یہ اچھی حیا ہے یہ اچھا ہے پردہ
کہ چرچا ترا اچھا بیجا ہو رہا ہے

زہے ہوشیاری کہ ناداں بن کر
ہمیں سے ہمارا گلا ہو رہا ہے

کسی کا شبِ وصل جھنجلا کے کہنا
نہ چھیڑو مرا دل برا ہو رہا ہے

شبِ وصل وہ چٹکیاں لیکے بولے
کہو اب یہ کسکا کہا ہو رہا ہے

مجھی کو سناتے ہو دشمن کی باتیں
مجھی سے یہ کہنا یہ کیا ہو رہا ہے

پھڑکتی ہے جیسے مری بیقراری
کہیں اونکا وعدہ وفا ہو رہا ہے

ذرا کھول کر آنکھ دیکھو تو طالب
خدا کی خدائی میں کیا ہو رہا ہے

غزل آتش

زندگی بھر اسے جنوں میں کوئی جانا نہ رہا
شیخ کا کعبہ برہمن کا صنم خانہ رہا

اوٹھ گئی محفل سے شمع ہو گئی ظاہر سحر
سر پٹکتا خاک پر پھر ایک پروانہ رہا

منقلب احوال دنیا ہے یہی شام و سحر
شب کو آبادی سرا میں دن کو ویرانہ رہا

عشق کے کوچے میں آکر یہہ ملا ہے ذائقہ
خون پینے کے لیے اور درد و غم کھانا رہا

بوسے لیکر دہائیں وصل میں ہیں یار کو
سلطنت میں بھی مزاج اپنا فقیرانہ رہا

رنج و راحت عیش و غم دنیا میں آتش کو ملا
دل ہمارا دو میں پری پیکر یہ دیوانہ رہا

غزل

یار کی کوئی خبر لاتا نہیں
دم لبوں پر ہے نکلجاتا نہیں

اے طبیب مت کرو فکرِ دوا
یہہ مرض ہے عشق کا جاتا نہیں

مت ستا ظالم دل رنجور کو
کیا تجھے خوف خدا آتا نہیں

تجھ بلا غیروں سے ہم ترسا کریں
یہ ستم ہم سے سہا جاتا نہیں

دل میں آتا ہے کہ میں جوگی ہوں — ڈر یہ ہے تجھ سے پرا جاتا نہیں
جی میں آتا ہے کہ میں شکوہ کروں — روبرو ہو کے کہا جاتا نہیں

اب خدا کو بخش دے پروردگار
قید میں بھی یار آتا نہیں

غزل شیدا

دل دیا جوش جنوں نے ترے دیوانے کو — لوگ ہر سمت سے چلے آتے ہیں سمجھانے کو
خود دل پیچھے کو اور مجھے جگر کھانے کو — یہ خدا لگی تجھ پہ ہے اس ترے دیوانے کو
ایک دن بھی نہ کیا وعدہ وصلت پورا — روز کھاتے ہو قسم تم مرے گھر آنے کو
دیکھ کر اس شہ عاشق کو وہ رو کر بولے — باغ جنت کی یہ جاتے ہیں ہوا کھانے کو
آپ کے سینہ پہ رواں ہے وہ جڑا کیا ہے — شہر حسن میں ستا ہے بہار آنے کو
شہر میں اپنے یہ لیلیٰ نے منادی کر دی — کوئی پتھر سے نہ مارے مرے دیوانے کو

او ستمگر عاشق تو زمانے میں بہت ہیں شیدا
پر لگا رکھا ہے مجھکو بھی تم کھانے کو

مخمس آتش

اگیا لاگی سندر بن جر گیو

بہار سے زرد دل سے ہے تن میں آگ لگی — پھر شعلہ آہ کا نکلا دہن میں آگ لگی
کیا انہیں ہے کہ پھر لالہ چمن میں آگ لگی — بھرے ہے تو جان و جگر اور تن میں آگ لگی

چمن روز دیکھتی تھی بلبل چمن میں آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جر گیو

دھڑی جو ہونٹوں کی لبوں پہ جمائی شیریں نے — گلوری پان کی ہنس ہنس کے کھائی شیریں نے
حنا ملی تو پھر آفت بپا کی شیریں نے — اگرچہ سیر عجائب دکھائی شیریں نے

پھر اس طرف کو دل کوہکن میں آگ لگی

آگیا لاگی سندر بن جر گیو

ہوا ہوں تنگ بتوں کی بے پروائی سے
مریض ہجر ہوں صحت ہو کیا دوائی سے
جلا ہے سوز جگر میرا سب خدائی سے
جلی ہے لاش میری آتش جدائی سے

مدد کو پہنچو صنم تن بدن میں آگ لگی
آگیا لاگی سندر بن جر گیو

بتوں کو دیکھ کے [illegible] ہو تو
[illegible] جہاں بے گماں ہے جو ہو تو
جہاں میں آگ لگے شاید عیاں ہے جو ہو تو
[illegible] ہے جواں ہے جو ہو تو

بھری جوانی کی ہے یاد من میں آگ لگی
آگیا لاگی سندر بن جر گیو

عجیب ڈھنگ کی چلتے ہیں چال ہولی میں
گالوں کو کرتے ہیں وہ پامال ہولی میں
ہوا ہے دیکھ کے مست ہر گلال ہولی میں
پڑا اندھیرا زلفوں میں اور گلال ہولی میں

ترا لالہ لا کہ مثال چمن میں آگ لگی
آگیا لاگی سندر بن جر گیو

عجب کمائی ہے رنگت بہار غصے میں
صفت نئی ہوئی پیدا نگار غصے میں
عرق نما ہے دو رخسار غصے میں
ہوا جو سرخ ترا چہرہ یار غصے میں

تو بلبلوں کو بھی پایا چمن میں آگ لگی
آگیا لاگی سندر بن جر گیو

اثر یہ عشق نے اتنا دکھا دیا یارو
کہ بے طلب میرے گھر خود وہ چلے آئے
مگر میں کیا کہوں [illegible] کے تا اور میں بیٹھے
طلب جو اس نے کیا بیٹھے اور میں جیسے

زبان کو شرم ہے اور من میں آگ لگی
آگیا لاگی سندر بن جر گیو

صنم پہ میرے ہوا خاتمہ نزاکت کا
ابھی ہی گویا ابھی سن شباب کو پہنچا

یہ راست ہے آتش کہوں بھلا اب کیا ‏ — شفق کو دیکھ کے کہتا ہے نوجوان میرا

عجب تماشا ہے چرخ کہن میں آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جر گیو

غزل غالب

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا — اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
ترے وعدہ [illegible] — [illegible] خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
یہ کہاں کی [illegible] ہیں دوست ناصح — کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا
[illegible] میں کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے — مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایکبار ہوتا
[illegible] دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا — جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

غزل صفدر

صبا کیا چھو گئی ہے آپ کیوں شرمائے جاتی ہیں — گل عارض نصیب دشمناں کملائے جاتی ہیں
ذرا مقتل میں چل کھینچ کھینچ کے دم لیکر رک رک کر — قیامت ہے یہ غمزہ تیغ کو سکھلائے جاتے ہیں
کیا ہے قاصد شوق شہادت اونکے پینے کو — ابھی اتنا توقف کر کہ وہ بھی آئے جاتے ہیں
دکھا کر اپنی تیغ تیز وہ سفاک کہتا ہے — جو ہم پر مرتے ہیں اس گھاٹ وہ پہنچائے جاتے ہیں
جہاں میں رہ گیا ہو گر الفت کا کہیں باقی — نشاں ہائے مزار عاشقاں مٹوائے جاتی ہیں

بھلا صفدر میں اونکو راہ پر کس طرح سے لاؤں
کبھی آتے ہیں روٹھنے لگتے ہیں تنہا ہوئے جاتی ہیں

۲۲۶۴۰

اطلاع

شائقین علم الانگین کی خدمت میں التماس ہے کہ اس کتاب کو جناب منشی [illegible] صاحب قدرت مولف نے طیار کیا ہے اور اسکا حق تالیف ہمیشہ کے واسطے عبد الرشید مالک مطبع شمس المطابع مراد آباد کو ہبہ کر دیا ہے لہذا جملہ تاجران کتب و اہل مطابع کو اطلاع دی جاتی ہے کہ کوئی صاحب اسکے چھاپنے یا چھپوانیکا قصد نفرماویں بعوض نفع کے نقصان اٹھانا ہوگا جس صاحب کو مطلوب ہوں کارڈ بھیجکر پتہ ذیل سے طلب فرماویں۔ ترانہ بلبل حصہ دوم چھپکر تیار ہو گیا قیمت [illegible]

[illegible]

[illegible] دکان محمد عبدالرشید تاجر کتب و مالک و مہتمم مطبع شمس المطابع [illegible]

ایک کارڈ آنے پر تمام کتابیں مل سکتی ہیں

[illegible] ہماری دکان پر ہر قسم کی کتابیں ہر ایک مطبع و شہر کی چھپی ہوئی یعنی مطبوعہ دہلی۔ آگرہ [illegible] لکھنؤ [illegible] وغیرہ کی اردو فارسی و [illegible] و انگریزی و عربی سررشتہ تعلیم کی موجود ہیں۔ پس [illegible] جن کو جو کتاب [illegible] درکار ہو [illegible] پوسٹ کارڈ بھیجیں پر روانہ ہو سکتی ہے اور کتاب کرایہ پر بھی دیتے ہیں اور بعض کتب کی فہرست [illegible] جس کتاب کی ضرورت ہوئی بلا تکلف طلب فرمائیں محصول [illegible] روانگی [illegible] خریدار کے ہے [illegible] [illegible] ہو [illegible] خط واپس ہو گا بلکہ جواب [illegible] کا [illegible] بہتر ہم کتابیں بذریعہ ویلیو پے ایبل [illegible]

منی آرڈر پیشگی آنا چاہیے نام و پتہ خوشخط ہونا چاہیے

[illegible] صاحب [illegible] جواب [illegible] [illegible] دلپسند قیمت صرف ۲/ [illegible] [illegible] ظرافت و لطافت اور رنگینی [illegible]

[illegible] حضرت شاہ [illegible]

[illegible]

[illegible] شمس المطابع میں چھپ کر شائع ہوا [illegible] لباس [illegible] کر دیا ہے [illegible] جلد آنا چاہیئں [illegible] قیمت کاغذ [illegible] کاغذ ایک [illegible]

کنز الاسرار [illegible]

[illegible] مفید کتاب ہے [illegible]

دیوان نظام [illegible]

[illegible] کوئی ناکامی [illegible]

فن تماشبینی [illegible] ایک طوائف کی [illegible] شوخی [illegible] اور دل کو [illegible] [illegible] بچالیتی ہے قیمت [illegible]

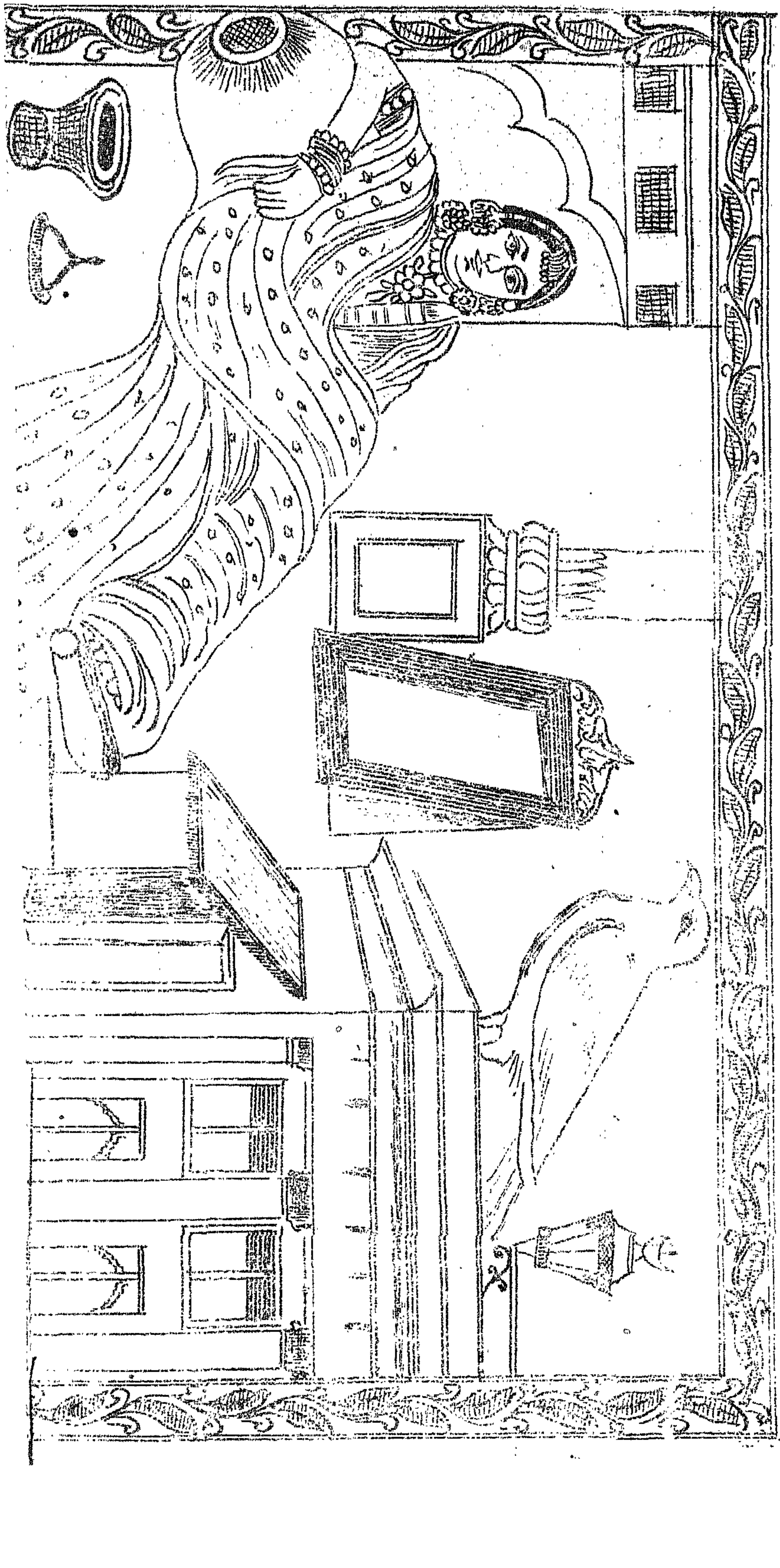
[illegible] نگاہ حسن [illegible]

[illegible] تماشا نظر آتا ہے [illegible]

[illegible]

شگوفہ صنعت [illegible]

[illegible]



٨٩١٫٤٣١٠٨
ت ٢٣
٦٤٦٤٠
ترانۂ بلبل

Date	No.	Date	No.